Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2015

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 62

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 24

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر
امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

26 جمادی الثانی 1434 ہجری قمری 13 جون 1392 ہش 13 جون 2013ء

خلیفہ خدا بناتا ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا:

میں ابوبکر کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنا چاہتا تھا مگر پھر میں نے خیال کیا کہ یہ خدا کا کام ہے۔ خدا ابوبکر کے سوا کسی اور شخص کو خلیفہ نہیں بننے دے گا اور نہ ہی خدا کی مشیت کے ماتحت مومنوں کی جماعت ابوبکر کے سوا کسی اور کی خلافت پر راضی ہو سکے گی۔

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف حدیث نمبر 6677)

قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔
قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِنَّہٗ لَتَنۡزِیۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ نَزَلَ بِہِ الرُّوۡحُ الۡاَمِیۡنُ ○ عَلٰی قَلۡبِکَ لِتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُنۡذِرِیۡنَ ○ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیۡنٍ ○ وَاِنَّہٗ لَفِیۡ زُبُرِ الۡاَوَّلِیۡنَ ○

(الشعراء: ۱۹۳ تا ۱۹۷)

ترجمہ: اور یقیناً یہ تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے اُتارا ہوا (کلام) ہے۔ جسے روح الامین لیکر اُترا ہے۔ تیرے دل پر تا کہ تو ڈرانے والوں میں سے ہو جائے۔ کھلی کھلی عربی زبان میں (ہے) اور یقیناً یہ پہلوں کے صحیفوں میں (مذکور) تھا۔

وَھٰذَا ذِکۡرٌ مُّبٰرَکٌ اَنۡزَلۡنٰہُ ؕ اَفَاَنۡتُمۡ لَہٗ مُنۡکِرُوۡنَ ○ (الانبیاء: ۵۱)

ترجمہ: اور یہ برکت دیا ہوا ذکر ہے جسے ہم نے اُتارا ہے تو کیا تم اس کا انکار کر رہے ہو؟

ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنۡ عُثۡمَانَ بۡنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: خَیۡرُکُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ وَعَلَّمَہٗ۔

(بخاری کتاب فضائل القراٰن باب خیرکم من تعلم القراٰن)

حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔

عَنۡ بَشِیۡرِ بۡنِ عَبۡدِ الۡمُنۡذِرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنۡ لَمۡ یَتَغَنَّ بِالۡقُرۡاٰنِ فَلَیۡسَ مِنَّا۔

(ابوداؤد کتاب الصّلوٰۃ باب کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ)

حضرت بشیرؓ بن عبد المنذر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن مجید خوش الحانی سے اور سنوار کر نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ الَّذِیۡ لَیۡسَ فِیۡ جَوۡفِہٖ شَیۡءٌ مِّنَ الۡقُرۡاٰنِ کَالۡبَیۡتِ الۡخَرِبِ۔

(ترمذی فضائل القراٰن باب من قرأ حرفًا)

حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکو قرآن کریم کا کچھ حصہ بھی یاد نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

’’قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے۔ اور آئندہ زمانے کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اس کی تعلیم اس زمانے کے حسب حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے۔ اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 191)

’’قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡر خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرلو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو‘‘۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 191)

’’قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے سچے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کے دل کو منور کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑا ٹکڑا کرنا چاہتی ہے۔ وہ دل کی آنکھ کھولتا اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے۔ اور خدا کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے اور علوم غیب عطا فرماتا ہے اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے‘‘۔

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 308-309)

’’میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے‘‘۔

(ضمیمہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 345)

۞۞۞

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

اداریہ

شری رام چندر جی مہاراج ہندوستان کے ایک عظیم رہنما

قسط:5

معزز قارئین! گزشتہ اقساط میں ہم شری رام چندر جی مہاراج کے متعلق مہارشی بالمیکی کے اقوال سے یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ آپ ایک انسان تھے دیگر اور آپ نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی قابل ذکر ہے شری رام چندر جی مہاراج اپنے زمانہ میں موجود انسانوں کیلئے ایک قابل تقلید انسان تھے۔ انسانی صفات کی اعلیٰ اقدار کی جھلکیاں آپ کی سوانح حیات میں نظر آتی ہیں۔ آپ نے اپنے قول وعمل کے ذریعہ جو نمونے اور معیار قائم کیے اُن سے آج کے زمانہ کے لوگ بھی نصیحت حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کی زندگی کے چند ایسے ہی قابل ذکر واقعات مختصراً پیش خدمت ہیں۔

انتہائی صابر انسان۔ (صبر ووفا کا مجسمہ)

شری رام چندر جی مہاراج کی زندگی کے حالات بیان کرتے ہوئے مہارشی بالمیکی نے ایک شلوک لکھا ہے۔

स च सर्वगुणोपेत:, कौशल्यानन्दवर्धन:।
समुद्र इव गाम्भीर्ये धैर्येण हिमवानिव।।17।।

(بال کانڈ سرگ ۱ شلوک ۱۷)

ترجمہ: ساری صفات سے مزین شری رام جی اپنی والدہ کوشلیا کی خوشی کو بڑھانے والے ہیں۔ سنجیدگی اور متانت میں سمندر اور صبر میں ہمالیہ جیسے ہیں۔

آپ کی زندگی سے بے شمار واقعات صبر اور سنجیدگی کے بیان کیے جاسکتے ہیں۔ لہٰذا چند واقعات اختصاراً پیش ہیں۔ بالمیکی رامائن کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لکشمن کو بہت جلد غصہ آجایا کرتا تھا لیکن ان کے مقابلہ میں شری رام چندر جی مہاراج انتہائی متانت اور سنجیدگی سے زندگی میں پیش آنے والے واقعات کا مقابلہ کرتے نظر آتے ہیں۔ بالمیکی رامائن میں درج ہے کہ شری رام چندر جی کے جنگل جانے یعنی دیش نکالا دینے کی خبر سنکر لکشمن غصہ میں آگئے اور رام کو جبراً طاقت سے حکومت حاصل کرنے کا مشورہ دینے لگے اُس وقت شری رام چندر جی مہاراج نے انتہائی صبر سے کہا کہ۔

धर्मो हि परमो लोके धर्मे सत्यं प्रतिष्ठितम्।
धर्मसंश्रितमप्येतत् पितुर्वचनमुत्तमम्।।14।।
संश्रुत्य च पितुर्वाक्यं मातुर्वा ब्राह्मणस्य वा।
न कर्त्तव्यं वृथा वीर धर्ममाश्रित्य तिष्ठता।।42।।

(ایودھیا کانڈ سرگ ۲۱ شلوک ۴۱۔۴۲)

ترجمہ: دنیا میں مذہب ہی سب سے اعلیٰ چیز ہے۔ مذہب میں ہی سچائی کا قیام ہے۔ والدمحترم کا یہ حکم بھی دھرم (مذہب) پر بنیاد ہونے کی وجہ سے انتہائی افضل ہے۔ بہادر مذہب کی پناہ لیکر رہنے والے آدمی کو والد، والدہ یا برہمن کے وعدوں کو پورا کرنے کا ایفاء عہد کر کے اُسے جھوٹا ثابت کرنا چاہیئے

شری رام چندر جی نے ایک لائق فرمانبردار بیٹے کا نمونہ پیش کرتے ہوئے مزید کہا کہ:

सोऽहं न शक्ष्यामि पुनर्नियोगमतिवर्तितुम्।
पितुर्हि वचनाद् वीर कैकेय्याहं प्रचोदित:।।43।।

(ایودھیا کانڈ سرگ ۲۱ شلوک ۴۳)

ترجمہ: اے بہادر! میں والد محترم کی حکم عدولی نہیں کرسکتا کیونکہ والد محترم کے کہنے سے ہی کیکئی نے مجھے جنگل کا حکم دیا ہے۔

دوسرا واقعہ انتہائی صبر ورضا کا آپ کی زندگی میں ہمیں یہ دکھائی دیتا ہے کہ جب راون شری رام چندر جی کی اہلیہ محترمہ سیتا جی کو اغوا کر کے لے گیا تو آپ سیتا جی کے اغوا کے باعث شدت غم کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے اور انتہائی افسردہ اور غمگین ہو گئے یہاں تک کہ لکشمن نے آپ کو سمجھایا اور حوصلہ دیا اور کہا کہ

महता तपसा चापि महता चापि कर्मणा।
राज्ञा दशरथेनासील्लब्धोऽमृतमिवामरै:।।3।।

(آرنیک کانڈ سرگ ۶۶ شلوک ۳)

ترجمہ: بھائی! ہمارے والد مہاراج دشرتھ نے بڑی ریاضت اور عظیم کام اور یگ کے عمل کے نتیجہ میں آپ کو بیٹے کی شکل میں پایا ہے۔ جیسے دیوتاؤں نے عظیم کام کے عمل کے نتیجہ میں آب حیات (امرت) کو حاصل کیا تھا۔ اسی طرح کہا کہ

आश्वासिहि नरश्रेष्ठ प्राणिन: कस्य नापद:।
संस्पृशन्त्यग्निवद् राजन् क्षणेन व्यपयान्ति च।।6।।

(آرنیک کانڈ سرگ ۶۶ شلوک ۶)

ترجمہ: اے انسانوں میں افضل! آپ صبر اختیار کریں۔ دنیا میں کس انسان پر مصائب نہیں آتے۔ مصائب آگ کی مانند ایک لمحہ چھوتے ہیں اور دوسرے ہی لمحے دور ہو جاتے ہیں۔ لکشمن سے یہ باتیں سنکر آپ نے انتہائی صبر کے ساتھ اس دکھ کو برداشت کیا۔ اس طرح راون سے جنگ کے دوران راون کے بیٹے ”اندرجیت“ نے اپنے جادو کے ذریعہ بناوٹی سیتا کو مارا جاتا ہوا دکھایا۔ اندرجیت کے اس دھوکہ میں ہنومان جی بھی آگئے اور انہوں نے سیتا جی کے مارے جانے کی خبر شری رام چندر جی کو سنائی۔

اس تکلیف دہ خبر کے سنتے ہی شری رام چندر جی مہاراج بے ہوش ہو گئے۔ بالمیکی جی نے اس موقع پر لکھا ہے کہ

तस्य तद् वचनं श्रुत्वा राघव: शोकमूर्च्छित।
निपपात तदा भूमौ छिन्नमूल इव द्रुम:।।10।।

(یدھ کانڈ سرگ ۸۳ شلوک ۱۰)

یعنی: ہنومان کی یہ بات سنکر شری رام چندر جی اُس وقت دُکھ سے بے ہوش ہو گئے۔ جڑ سے کٹے ہوئے درخت کی مانند فوراً زمین پر گر پڑے۔

شری رام چندر جی مہاراج کی زندگی میں ہمیشہ آنے والے یہ واقعات سے صاف عیاں ہے کہ آپ نے ہر تکلیف پر صبر کا نمونہ پیش کیا اور اپنے زمانہ کے لوگوں کیلئے ایک بلند معیار قائم فرمایا اور یہ تمام امور انتہائی صابر اور متین انسان کے اعلیٰ نمونے ہیں۔

دشمن سے سلوک:

رامائن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رام، راون کی جنگ انتہائی شدت اختیار کر چکی تھی۔ دونوں جانب قتل وخون کا بازار گرم تھا۔ ایسے وقت میں بھی شری رام چندر جی مہاراج نے راون کو انسانی طاقتوں سے ہرایا اور انسانی تدابیر اختیار کر کے قتل کیا۔ جن کا اقرار آپ نے سیتا کے سامنے ان الفاظ میں فرمایا کہ:

एषासि निर्जिता भद्रे शत्रुं जित्वा रणाजिरे।
पौरुषाद् यदनुष्ठेयं मयैतदुपपादितम्।।2।।
गतोऽस्म्यन्तममर्षस्य धर्षणा सम्प्रमार्जिता।
अवमानश्च शत्रुश्च युगपन्निहतौ मया।।3।।
अद्य मे पौरुषं दृष्टमद्य मे सफल: श्रम:।
अद्य तीर्णप्रतिज्ञोऽहं प्रभवाम्यद्य चात्मन:।।4।।
या त्वं विरहिता नीता चलचित्तेन रक्षसा।
दैवसम्पादितो दोषो मानुषेण मया जित:।।5।।

(یدھ کانڈ سرگ ۱۱۵ شلوک ۲ تا ۵)

رام راون جنگ کا اختتام راون کے قتل ہونے پر ہوتا ہے۔ بالمیکی رامائن میں لکھا ہے کہ جب راون کی لاش جنگ کے میدان میں پڑی تھی تو اُس کی سب رانیاں بلا خوف اور ڈر کے جنگ کے میدان میں دشمنوں کے بیچ میں

(باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں)

ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کریں

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”آج کل دنیا کے دھندے اور فکریں انسان کی سوچیں اپنی طرف مبذول کرا لیتی ہیں اور نماز پڑھتے پڑھتے بھی سوچیں اس طرف نہیں ہوتیں اور اپنی سوچوں میں غائب انسان الفاظ تو دوہرا رہا ہوتا ہے لیکن اس کو سمجھ نہیں آرہی ہوتی کہ کیا کر رہا ہے۔ سلام پھیرتا ہے اور نماز سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اس زمانہ کے امام کو مان کر جب ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے تو پہلی بات تو یہ کہ جمعہ کے جمعہ نہیں بلکہ سوائے اشد مجبوری کے نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کریں۔ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کی کوشش کریں۔ مسجد میں آئیں تو صرف اور صرف اس کی طرف توجہ ہو۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۸ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۳۱ اکتوبر ۲۰۰۸)

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ سچی ہے۔ اُس کی سچائی پر خدا تعالیٰ کی 124 سالہ فعلی شہادت ہی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے اور ہونی چاہئے۔ دنیاوی لحاظ سے کمزور جماعت کی یہ ترقی اس وجہ سے ہے کہ وہ خدا جو نعم المولیٰ و نعم النصیر ہے ہمارے ساتھ ہے۔

اسلام کی خدمت کے نام پر جو بھی تنظیمیں بنی ہوئی ہیں اور اپنی طرف سے جو جہادی کارروائیاں بھی کر رہی ہیں، اُن کا نتیجہ سوائے اسلام کی بدنامی کے اور کچھ نہیں۔

اگر ہم ہر اسلامی ملک میں جھانک کر دیکھیں تو اُن میں صرف اپنے مفادات نظر آتے ہیں۔ رعایا اور عوام کی کسی کو کوئی فکر نہیں۔ صرف اپنے تخت اور اپنی حکومت کی فکر ہے۔ علماء ہیں تو وہ اپنا کام چھوڑ کر مسلمانوں کی دینی تربیت کرنے کی بجائے اقتدار کی دوڑ میں پڑے ہوئے ہیں۔ یا پھر کچھ ایسے ہیں جو اسلام کے نام پر دہشتگرد تنظیموں کو چلا رہے ہیں یا اُن کی مدد کر رہے ہیں۔ مسلمان، مسلمان کے خون کا پیاسا ہوا ہے۔

آج اس مذہب کو ان لوگوں نے اس قدر بدنام کر دیا ہے کہ دنیا میں کہیں بھی کوئی دہشتگردی کا واقعہ ہو تو پہلے مسلمان تنظیموں کا نام لیا جاتا ہے اور اکثر تنظیمیں اس کو قبول بھی کر لیتی ہیں۔ اور قبول نہ بھی کریں تب بھی اُن پر ہی شک جاتا ہے۔

ہر جگہ مسلمان، مسلمان کو قتل کر رہا ہے اور ظلم یہ ہے کہ مذہب کے نام پر کر رہا ہے۔

سوچنے والی بات ہے کہ ان حالات میں کوئی ایسا طریق ہونا چاہئے جو اصلاح پیدا کرے۔ کوئی ایسا شخص ہو جو اسلام کی تعلیم کی روح کو سمجھے اور آگے مسلمانوں میں جاری کرے۔ ہم احمدی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوش قسمت ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وہ شخص اپنے وعدے کے مطابق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق چودھویں صدی میں بھیج دیا۔

اللہ تعالیٰ عامۃ المسلمین کے دل کھولے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو سمجھنے والے ہوں تا جن حالات و مشکلات سے یہ گزر رہے ہیں اُن سے نجات پائیں۔ آفات کے جو جھٹکے ان کو خدا تعالیٰ لگا رہا ہے اُس کے اشاروں کو سمجھیں اور تکذیب اور ظلموں سے باز آئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے مسلمانوں کو آپؑ کی بعثت کی ضرورت اور آپؑ کو ماننے کی اہمیت سے متعلق اہم نصائح۔

مکرم چوہدری محفوظ الرحمن صاحب (ربوہ) اور مکرمہ قیصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب کی وفات۔ مرحومین کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 19 اپریل 2013ء بمطابق 19 شہادت 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۱۰ مئی ۲۰۱۳ء کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔

(آل عمران:103)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا اس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہر گز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔

اس آیت میں ایک حقیقی مومن کی حالت بیان کی گئی ہے۔ ایک حقیقی مومن کو تقویٰ کی تمام شرائط کو پورا کرنے والا ہونا چاہئے اور تقویٰ کا حق یا اُس کی تمام شرائط کیا ہیں؟ اس کی جو وضاحت ہمیں قرآنِ کریم سے ملتی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے تمام حقوق اور بندوں کے تمام حقوق کا خیال رکھنا، ہر قسم کی نیکی کو بجالانے کے لیے تیار رہنا، اللہ تعالیٰ کے احکامات کو زندگی کے آخری لمحات تک بجالانے کی کوشش کرنا۔ اللہ اور رسول نے جو حکم دیئے ہیں، جو باتیں کی ہیں، جو پیشگوئیاں کی ہیں اُن پر ایمان لانا اور اُن پر یقینِ کامل رکھنا اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرنا۔ صرف مسلمان کا نام اپنے ساتھ لگانا یا اپنے آپ کو مسلمان کہنا ایمان لانے والوں میں شمار نہیں کرواتا۔ بلکہ یہ عمل ہے اور مسلسل عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل ہے اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلنا ہے جو تقویٰ کی شرائط کو پورا کرنے والا بنا سکتا ہے اور حقیقی مسلمان بھی وہی کہلاتا ہے جو یہ عمل کرنے والا ہو۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلے مذاہب اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے نکل گئے کیونکہ انہوں نے ان باتوں کا خیال نہیں رکھا۔ اگر تم نے بھی تقویٰ کا خیال نہ رکھا، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر توجہ نہ دی، اپنے فرائض کی ادائیگی پر غور نہ کیا، تو تم بھی ایسے لوگوں میں شمار ہوگے جو خدا تعالیٰ کی سزا کے مورد بنے۔ اور تمہاری موت بھی ایسی موت ہوگی جو نیک اعمال بجا نہ لانے والوں کی موت ہوتی ہے۔ مسلمان ہونا کامل فرمانبرداری چاہتا ہے۔ پس ایک مسلمان کو ان باتوں کو اپنے مدّنظر رکھنا چاہئے۔ ایک حقیقی مومن کو خدا کا خوف ہمیشہ رہنا چاہئے اور اُن باتوں کی تلاش رہنی چاہئے جو خدا تعالیٰ کا فرمانبردار بنائیں، حقیقی مسلمان بنائیں۔ اس کے لیے خواہ دنیاوی نقصان اٹھانا پڑے، ایک حقیقی مسلمان کو اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ ماں باپ، عزیز، رشتہ دار، معاشرہ، لیڈر، سیاسی لیڈر، مذہبی لیڈر غرض کہ کوئی بھی ہو، ایک حقیقی مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے احکام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے دور کرنے والا نہیں ہونا چاہئے۔ ہر شخص نے خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر اپنا حساب خود دینا ہے۔ کوئی سیاسی لیڈر، کوئی عزیز، کوئی مولوی کسی کو بچانے والا نہیں ہوگا۔ کوئی پیر، کوئی گدی نشین کسی کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا۔

پس اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سمجھنا، اُس کے نشانات کو دیکھ کر اُن پر غور کرنا، اُس کے رسول نے جو تقویٰ کے راستے بتائے ہیں اُن پر چلنا، ظلموں اور زیادتیوں میں اپنے آپ کو شامل ہونے سے بچانا، اسلام کی حقیقی روح کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا، یہ ہے ایک حقیقی مسلمان کی حالت۔ ورنہ ایمان لانے کا دعویٰ صرف دعویٰ ہے جو تقویٰ سے خالی ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات سے دور ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ایسے تقویٰ سے عاری لوگوں کی نہ عبادتیں قبول ہوتی ہیں، نہ قربانیاں، بلکہ ظاہری نمازیں بھی خدا تعالیٰ کا قرب دلانے کی بجائے ہلاکت کا موجب بن جاتی ہیں۔ اور جو خدا تعالیٰ کے فرمانبردار ہوتے ہیں، اُس کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں، اُس کی رضا کی خاطر ہر کام بجالانے والے ہوتے ہیں اُن کے دشمنوں کا بھی خدا تعالیٰ دشمن ہو جاتا ہے اور اُن کے دوستوں کا دوست ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جو بھی کام کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ اُس میں برکت ڈالتا ہے اُن کو کامیابیاں عطا فرماتا ہے۔

پس خوش قسمت ہیں وہ مسلمان جو اس کوشش میں رہتے ہیں کہ جب موت آئے تو ایسی حالت میں آئے کہ خدا تعالیٰ کے فرمانبردار اور حقیقی مسلمان بننے کی کوشش ہو۔ ہم احمدیوں کے لیے تو یہ نصیحت ہے ہی اور ہمیں اس کی کوشش میں لگا رہنا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرماتے ہوئے زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ آخرین میں جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لیے نبی مبعوث ہوگا اُسے مان لینا اور ہم نے مان لیا تو اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق بنانا اور ڈھالنا اور اس پر قائم رہنا ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے ہمیں کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ ہم نے یہ ذمہ داری ادا کرنی ہے۔ ہر احمدی کو یہ سامنے رکھنا چاہئے لیکن جیسا کہ میرے بعض الفاظ اور بعض فقروں سے ظاہر ہو رہا ہوگا کہ میں عامّۃ المسلمین کو بھی اس حوالے سے توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ چنانچہ جب میں نے سیاسی لیڈروں یا مولویوں کا حوالہ دیا تو یہ اُن کے لیے بھی تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ ایک طبقہ ایسا ہے جو ہمارے پروگرام دیکھتا اور سنتا ہے اور اس کا اظہار بھی ہوتا رہتا ہے کہ اُن تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچ رہا ہے۔ پس اس حوالے سے مَیں اُن لوگوں تک بھی یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں جو یہ سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ گزشتہ دنوں مجھے پاکستان سے ہی ایک خط آیا اور اس طرح کے بعض دفعہ آتے رہتے ہیں۔ چند دوست جو غیر از جماعت ہیں اکٹھے بیٹھ کر ایم ٹی اے دیکھتے ہیں یا انہوں نے احمدیت کا کچھ مطالعہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ تمام باتیں جو آپ کرتے ہیں، یہ سن کر اور زمانے کے تمام حالات دیکھ کر ہمیں یقین ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام سچے ہیں اور جماعت احمدیہ حق پر ہے۔ ہماری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں لیکن ہم میں معاشرے کا اور مولوی کا خاص طور پر مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ اس لیے ہمیں بزدل سمجھ لیں کہ ہماری تمام ہمدردیوں کے باوجود، ہماری خواہش کے باوجود ہم جماعت میں اس خوف سے شامل نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ایک شخص نے اپنے غیر از جماعت دوسرے دوست کو کہا کہ اگر یہ جماعت سچی ہوئی تو پھر ہمیں خدا کے عذاب سے بھی ڈرنا چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ نے سچوں کے لیے ڈرایا ہے۔ پس ایسے لوگوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ پر چلنے کا ارشاد فرما رہا ہے۔ جماعت احمدیہ سچی ہے اور یقیناً (سچی) ہے۔ اُس کی سچائی پر خدا تعالیٰ کی 124 سالہ فعلی شہادت ہی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے اور ہونی چاہئے۔ باوجود منظم مخالفتوں کے جو حکومتوں کی طرف سے بھی کی گئیں اور کی جارہی ہیں، باوجود علماء کے فتوؤں کے، اُن علماء کے فتوؤں کے جو سچائی سے ہٹے ہوئے ہیں، اُن کے کہنے کی وجہ سے بعض ملکوں میں خاص طور پر پاکستان میں مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔ باوجود احمدیوں پر مظالم ڈھائے جانے کے، اُن کے مالوں کو لُوٹنے کے، اغواء اور قتل کرنے کے، گھروں کو جلانے کے، ملازمتوں سے برطرف کرنے کے، بچوں کو سکولوں اور کالجوں میں ٹارچر دینے اور اُنہیں پڑھائی سے روکنے کے یہ لوگ نہ صرف اپنے ایمان پر قائم ہیں بلکہ پہلے سے بڑھ کر قربانیوں کے لیے تیار ہیں۔ پس یہ احمدیت کی سچائی کا، ایمان کا کافی ثبوت ہونا چاہئے۔ اور ساری روکوں کے باوجود بھی جماعت پھر بھی ترقی کر رہی ہے۔ پس ایک دنیاوی لحاظ سے کمزور جماعت کی یہ ترقی اس وجہ سے ہے کہ وہ خدا جو نعم المولیٰ و نعم النصیر ہے ہمارے ساتھ ہے۔ اور یہی خدا تعالیٰ نے مومنوں کی نشانی بتائی ہے کہ خدا تعالیٰ کی تائیدات اور نصرت اُن کے شاملِ حال رہتی ہیں۔

اب اگر انصاف کی نظر سے دیکھیں تو اسلام کی خدمت کے نام پر جو بھی تنظیمیں بنی ہوئی ہیں اور اپنی طرف سے جو جہادی کارروائیاں بھی کر رہی ہیں، اُن کا نتیجہ سوائے اسلام کی بدنامی کے اور کچھ نہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ مَیں اپنے راستے میں جہاد کے لیے نکلنے والوں کو کامیاب کرتا ہوں، اُنہیں کامیابیاں عطا فرماتا ہوں تو کون سی کامیابی ہے جو انہوں نے حاصل کی ہے؟ مسلمان ہی مسلمان کو قتل کر رہا ہے۔ اسلحہ ہے تو وہ بڑی طاقتوں سے لیا جارہا ہے۔ مسلمانوں کے پاس تو اپنی نہ کوئی فیکٹریاں ہیں، نہ اسلحہ خانے ہیں یا اس کے کارخانے ہیں۔ اب شام میں بھی جو کچھ ہو رہا ہے، وہاں کے حکومت مخالف جو لوگ ہیں، یا گروپ ہے یا مختلف قسم کے گروہ ہیں جو اکٹھے ہو گئے ہیں، اُن کا مغربی دنیا سے یہی مطالبہ ہے، وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ اگر تم حکومت کا تختہ اُلٹنا چاہتے ہو تو ہمیں اسلحہ دو۔ اب یہ اسلحہ حکومت کا بھی اور حکومت مخالف گروہوں کا بھی، دونوں میں سے کسی کے بھی خلاف جو استعمال ہو رہا ہے، یہ کون لوگ ہیں جن کے خلاف استعمال ہو رہا ہے؟ (ظاہر ہے کہ) صرف مسلمانوں کے خلاف استعمال ہو رہا ہے۔ تقویٰ نہ حکومت میں ہے اور نہ دوسرے گروہ میں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی فرمانبرداری نہ ایک گروہ میں ہے، نہ دوسرے میں ہے۔ پس یہ دونوں طرف سے تقویٰ سے عاری لوگ ہیں اور یہی دین سے دُور ہٹنے والے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ردّ کرنے والے لوگ ہیں۔

امیر تیمور ایک مسلمان حکمران گزرا ہے جو معمولی حیثیت سے اُٹھا اور دنیا کے بہت بڑے وسیع علاقے میں اُس کی حکومت قائم ہوئی۔ وہ کہتا ہے کہ جب جنگوں کے لیے مَیں نکلتا ہوں یا کسی ملک پر حملہ کرنا ہو تو مَیں یہ دیکھتا ہوں کہ وہاں جو مسلمان بادشاہ ہیں، وہ عوام کا حق ادا کر رہے ہیں یا نہیں۔ اور یا دین پر قائم ہیں کہ نہیں۔ اگر عوام کا حق نہیں ادا کر رہے، نہ ہی وہ دین پر قائم ہیں اور ظلم و بربریت اُن ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے تو میں پھر اُن پر حملہ کرتا ہوں اور اُن کو زیر کر لیتا ہوں اور پھر وہاں ایسا نظام جاری کرتا ہوں جو اسلامی نظام ہو۔ اس وجہ سے جو مجھے کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں وہ خدا تعالیٰ کی مدد و تائید کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ بہرحال جس طرح وہ بیان کرتا ہے، اُس کی بہت سی پالیسیاں انصاف پر مبنی تھیں جس کی وجہ سے وہ کامیابیاں حاصل کرتا رہا۔ بعض ظلم بھی اُس سے ثابت ہوتے ہیں لیکن لگتا یہ ہے کہ اُس زمانے کے بادشاہوں میں شاید سب سے بہتر وہ تھا تو اللہ تعالیٰ بھی اُس کی مدد فرماتا رہا۔ اُس نے اپنا ایک اصول یہ بتایا کہ حکومت کرنے کے لیے انصاف، حکمت، دانائی، غریبوں کا بھی خیال رکھنا، عوام کا خیال رکھنا، حکومت کے کارندوں کا بھی خیال رکھنا۔ جہاں حملہ کیا اور جن ملکوں کو زیر کیا، اُن کے عوام کا بھی حق ادا کرنا، ظلم نہ کرنا ہے۔ اگر کسی چیز کے دس حصے بنائے جائیں تو کہتا ہے میری کامیابی کے نو حصے ان چیزوں پر مشتمل ہیں اور ایک حصہ صرف تلوار کا ہے۔

(ماخوذ از تزک تیموری مترجم سید ابوالہاشم ندوی صفحہ 20، 73 تا 77، 116 تا 120۔ سنگ میل پبلیکیشنز لاہور 2001ء)

اب اگر ہم ہر اسلامی ملک میں جھانک کر دیکھیں تو اُن میں صرف اپنے مفادات نظر آتے ہیں۔ رعایا اور عوام کی کسی کو کوئی فکر نہیں۔ صرف اپنے تخت اور اپنی حکومت کی فکر ہے۔ علماء ہیں تو وہ اپنا کام چھوڑ کر مسلمانوں کی دینی تربیت کرنے کی بجائے اقتدار کی دوڑ میں پڑے ہوئے ہیں۔ یا پھر کچھ ایسے ہیں جو اسلام کے نام پر دہشتگرد تنظیموں کو چلا رہے ہیں یا اُن کی مدد کر رہے ہیں۔ دینی مدرسوں میں جہاد کے نام پر بچوں کی عسکری تربیت کی جاتی ہے۔ اسلحہ کے استعمال اور دہشتگردی کے لئے استعمال ہونے والے بم بنانے کے لئے طریقے سکھائے جاتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ کس کے خلاف استعمال ہونا ہے؟ مسلمانوں کے۔ مسلمان، مسلمان کے خون کا پیاسا ہوا ہوا ہے۔ اسلام جو امن اور محبت کا مذہب ہے، جس کا مطلب ہی یہ ہے کہ امن، حفاظت اور تکلیفوں اور مشکلات سے نکالنے والا۔ آج اس مذہب کو ان لوگوں نے اس قدر بدنام کر دیا ہے کہ دنیا میں کہیں بھی کوئی دہشتگردی کا واقعہ ہو تو پہلے مسلمان تنظیموں کا نام لیا جاتا ہے اور اکثر تنظیمیں اس کو قبول بھی کر لیتی ہیں اور قبول نہ بھی کریں تب بھی اُن پر ہی شک جاتا ہے۔

گزشتہ دنوں امریکہ میں جو میراتھن (Marathon) ہو رہی تھی۔ ان کے کھلاڑی دوڑ رہے تھے تو وہاں دو بم دھماکے ہوئے ہیں اور جو ظلم ہوا ہے تو فوراً وہ لوگ جو اسلام مخالف ہیں، جو اسلام کو بدنام کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں، انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ مسلمانوں نے کیا ہوگا۔ کسی تنظیم کا نام نہیں لیتے۔ وہ تو مسلمانوں کا بحیثیت مجموعی کہتے ہیں۔ وہ تو شکر ہے کہ اس دفعہ ان تنظیموں کی طرف سے بھی انکار کیا گیا ہے کہ ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ اگر صرف یہی بیان دیتے تو کافی تھا لیکن کیونکہ تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری، اطاعت اور اُس کے احکامات پر عمل کرنے سے یہ لوگ عاری ہیں، اُس سے دور ہٹے ہوئے ہیں، اس لئے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ ہم نے کیا تو نہیں لیکن جس نے بھی کیا ہے اُس نے بہت اچھا کیا ہے اور ہم اُس کی حمایت کرتے ہیں۔ تو ان نہتّوں پر حملہ کر کے جو دنیا سے جمع ہوئے ہوئے تھے، کیا ملا؟ یا ان حمایت کرنے والوں کو اس سے کیا حاصل ہوگا؟ ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ ہم سے زیادہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی اور کو محبت نہیں ہے۔ اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ اور تعلیم کے خلاف باتیں کی جاتی ہیں۔ محبت کرنے والے تو محبوب کی چھوٹی سے چھوٹی بات کو بھی اہمیت دیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جنگ میں بھی معصوموں، بچوں، عورتوں، بوڑھوں، راہبوں کو نقصان پہنچانے سے منع کیا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ جلد 7 صفحہ 654 و 656 کتاب الجہاد باب من ینہی عن قتلہ فی دار الحرب حدیث نمبر 7 و 21 مطبوعہ دار الفکر)

اور قرآنِ کریم نے تو جنگ کی اجازت دے کر بھی خاص طور پر ہر مذہب کی حفاظت کی ہے۔ کجا یہ کہ جنگ کے بغیر کئی جانوں کو تلف کر دیا، کئی لوگوں کو ان کے اعضاء سے محروم کر دیا۔ بہت سارے لوگ جو بچے ہیں ان کے بھی کسی کا بازو کاٹنا پڑا، کسی کی ٹانگ کاٹنی پڑی۔ اس لئے ایک امریکن نے، لکھنے والے جرنلسٹ نے یا کالم لکھنے والا تھا شاید، اخبار میں اُنہیں یہاں تک کہہ دیا کہ اس کا صرف ایک علاج ہے کہ تمام مسلمانوں کو قتل کر دو۔ تو یہ جرأت غیر مسلموں میں کیوں پیدا ہو رہی ہے؟ اس کو ہوا خود مسلمان دے رہے ہیں۔

یہاں مغرب میں تو اِکّا دُکّا یہ واقعہ ہوتا ہے، اُس کے بعد یہ باتیں سننی پڑتی ہیں۔ اسلامی ممالک میں تو بے چینی تقریباً ستر فیصد ممالک میں ہے اور روز کا معمول ہے۔ پاکستان میں دیکھ لیں۔ افغانستان میں دیکھ لیں۔ مصر میں دیکھ لیں۔ شام میں دیکھ لیں۔ لیبیا میں دیکھ لیں۔ صومالیہ میں دیکھ لیں۔ سوڈان میں دیکھ لیں۔ الجزائر میں دیکھ لیں۔ ہر جگہ مسلمان، مسلمان کو قتل کر رہا ہے اور ظلم یہ ہے کہ مذہب کے نام پر کر رہا ہے۔ اگر ظلم کرنے ہی ہیں تو کم از کم مذہب کے نام پر تو نہ کریں۔ اس قتل و غارت کو جہاد کا نام تو نہ دو۔ جن اسلامی ملکوں میں کھل کر دہشتگردی نہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

Own your Plot/ Home in Qadian Darul Aman

ALLADIN BUILDERS

Please contact for quality construction works in Qadian

Khalid Ahmad Alladin

#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA

Phones: +91 7837211800, +91 8712890678

Email: khalid@alladinbuilders.com, Please visit us at : www.alladinbuilders.com

وَسِّعْ مَكَانَكَ

الہام حضرت مسیح موعودؑ

ہے تو وہاں کے عوام کے حق ادا نہیں کئے جارہے۔ وہاں انصاف نہیں ہے۔ غریب غریب تر ہو رہا ہے اور امیر امیر تر ہوتا چلا جارہا ہے۔ اب سعودی عرب میں جو تیل کی دولت سے مالا مال ملک ہے، بڑا امیر ملک کہلایا جاتا ہے وہاں بھی غریب لوگ ہیں۔ غریب بیوائیں، یتیم بچے دو وقت کی روٹی کو ترستے ہیں۔ کہنے کو تو اسلام کے نام پر عورت کے گھر سے باہر نکلنے پر پابندی ہے۔ کام کرنے پر ان لوگوں نے پابندی لگائی ہوئی ہے۔ لیکن اُس کی ضرورت کا خیال بھی جو حکومت کو رکھنا چاہئے تھا وہ نہیں رکھا جاتا۔ جو راشن مقرر کیا ہے، اگر کیا بھی ہے تو وہ بھی اتنا تھوڑا ہے کہ کسی کا پیٹ نہیں بھر سکتا۔ بادشاہوں کے اپنے محلوں میں تو دیواروں پر بھی سونے کے پانی پھرے ہوئے ہیں۔ تیل کی دولت کا بے انتہا فائدہ اُٹھایا جارہا ہے۔ اُسے لٹایا جارہا ہے اور جو رعایا ہے وہ بھوکی مر رہی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ٹی وی پر ایک پروگرام آیا تھا، ڈوکومنٹری دکھائی گئی تھی جس میں یہ حقائق بیان ہوئے تھے کہ کس طرح اُن سے سلوک کیا جاتا ہے، کس طرح کیسی حالت میں وہ لوگ رہتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے اسلامی ممالک کا حال ہے۔ بے چینی اور بے انصافی، ظلم و تعدی، حکومت کا حق ادا نہ کرنا، یعنی جو اُس کے ذمہ رعایا کا حق ہے۔ اور اسی طرح عوام جو ہیں وہ بھی اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کرتے اور جب عوام کو موقع ملے تو اُن کی طرف سے بھی ظلم کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ سب تقویٰ سے دُوری ہے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے اپنے آپ کو باہر نکالنا ہے۔

کہنے کو تو کہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم کامل اور مکمل تعلیم ہے اور یقینا ہے لیکن ان کی یہ بات کہ اس وجہ سے ہمیں اب کسی مجدد کی ضرورت نہیں ہے، کسی مسیح و مہدی کی ضرورت نہیں ہے، کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے، یہ چیزیں غلط ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمانے کی اصلاح کے لئے ایسا شخص مبعوث ہوگا۔ خود زمانے کے حالات بھی پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ مسلمان تعلیم کو بھلا چکے ہیں۔ مساجد تو ہیں لیکن علماء نے اُنہیں سیاسی اکھاڑے بنالیا ہے۔ قرآنِ کریم تو ہے لیکن وہ بھی صرف خوبصورت الماریوں کی سجاوٹ اور زینت بنا ہوا ہے۔ علماء اپنی مرضی کی تفسیریں کرکے، عوام کو، عامۃ المسلمین کو غلط راستوں پر چلا رہے ہیں۔ پس یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ ضرورت نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کی ضرورت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ضرورت ہوگی۔ پس یہ علماء کسی طرح بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے، یا اگر کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں، غلط کہتے ہیں۔ عوام الناس کو اس پر غور کرنا چاہئے۔ یہ ضرورت ہے اور یقینا ہے کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر آئے اور مسلمانوں کے اس بگاڑ کی بھی اصلاح کرے اور اسلام کا جو غلط تصور غیر مسلم دنیا میں قائم ہو چکا ہے اُس کو زائل کر کے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلائے اور دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لائے۔ عوام کو ان علماء نے نبی کی بحث میں اُلجھا کر اپنے مقصد پورے کرنے شروع کئے ہوئے ہیں۔ جب خدا تعالیٰ نے اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود کو نبی کے نام سے پکارا ہے تو پھر کسی اور کا کیا حق بنتا ہے کہ اپنی تشریحیں کر کے اُس کے اور اُس کے ماننے والوں کے خلاف ظلم و تعدی کا بازار گرم کریں۔ جیسا کہ میں نے کہا، خود دنیا کے حالات اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ باوجود قرآنِ کریم کے اپنی اصلی حالت میں موجود ہونے کے عموماً مسلمانوں کی دینی، روحانی، اخلاقی حالت جو ہے وہ گر رہی ہے۔ تقویٰ ختم ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی اطاعت اور فرمانبرداری سے مسلمانوں کی اکثریت باہر نکل چکی ہے۔ پس سوچنے والی بات ہے کہ ان حالات میں کوئی ایسا طریق ہونا چاہئے جو اصلاح پیدا کرے۔ کوئی ایسا شخص ہو جو اسلام کی تعلیم کی روح کو سمجھے اور آگے مسلمانوں میں جاری کرے۔

ہم احمدی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوش قسمت ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وہ شخص اپنے وعدے کے مطابق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق چودھویں صدی میں بھیج دیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں قرآنِ کریم کے علم و عرفان کے خزائن کو وضاحت سے اپنی کتب میں بیان کر کے حق و باطل کے فرق کو ظاہر کر کے، اسلام کی برتری دنیا کے تمام ادیان پر ثابت کر کے، دشمنوں کو کھلے چیلنج دے کر اور اپنے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدات کی مہر ثبت کر کے، دشمنوں کے منہ بند کر کے، ایک لمبا عرصہ زندگی گزار کر خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گیا اور اپنے پیچھے خدا تعالیٰ کی تائیدات سے تا قیامت جاری رہنے والا سلسلہ چھوڑ گیا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کی راہوں پر آگے سے آگے بڑھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارضی و سماوی تائیدات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں مختلف آفات کی صورت میں بھی ظاہر ہوئیں، اُن کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ کیا اہلِ پاکستان کے لئے اور عامۃ المسلمین کے لئے یہ زلزلے، یہ آفات، یہ سیلاب، یہ دنیا میں مسلمانوں کی بے وقعتی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ہے؟ اب گزشتہ دنوں جو زلزلہ آیا، وہ صرف ایک ملک میں نہیں تھا۔ پاکستان میں بھی اُس سے نقصان ہوا۔ ایران میں بھی ہوا۔ افغانستان میں، شرقِ اوسط کے ممالک میں، بلکہ انڈونیشیا تک چلا گیا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی جو تقدیر چل رہی ہے اس پر مسلمانوں کو غور کرنے کی ضرورت ہے۔ توبہ کی ضرورت ہے۔ استغفار کی ضرورت ہے۔ نام نہاد علماء سے ڈرنے کی بجائے اُنہیں آئینہ دکھانے کی ضرورت ہے کہ کیوں ہمیں اسلام کی تعلیم کے خلاف باتیں بتاتے ہو۔ کہیں ایک واقعہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں سے ایسا بیان کر دیں کہ آپ نے ایسا کیا جو یہ تعلیم دیتے ہیں، یا ایسی تعلیم دی جو آجکل کے علماء دے رہے ہیں۔ پس یہ اسلام جو علماء ہمیں بتاتے ہیں، وہ اسلام نہیں ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام کی تعریف تو محبت، پیار، امن، سلامتی اور تکلیفوں کو دور کرنا ہے، نہ کہ اسلام کے نام پر اپنے ذاتی مفادات کی خاطر ان تکلیفوں کو اَور زیادہ کرنا ہے۔

پس ہر مسلمان کا فرض ہے کہ تقویٰ کو تلاش کر کے اُس پر قدم مارنے کی کوشش کرے۔ موت کو سامنے رکھے جس کا کوئی بھی وقت ہوسکتا ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میری اتنی زندگی ہے۔ اور وہ عمل کرے جو خدا تعالیٰ کا حق بھی ادا کرنے والے ہوں اور اُس کے بندوں کا حق بھی ادا کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات پیش کرتا ہوں جن سے آپ کی اہمیت اور مسلمانوں کو آپ کے ماننے کی ضرورت واضح ہو جاتی ہے اور اگر یہ نہیں تو پھر یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ ترقی وہی لوگ کریں گے جو سچے دل سے عمل کرتے ہوئے مسیح موعود علیہ السلام کو مانیں گے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”مَیں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں جو خدا تعالیٰ کی بجائے دنیا کے بت کو عظمت دی گئی ہے، اس کی امانی اور امیدوں کو رکھا گیا ہے۔ مقدمات، صلح جو کچھ ہے وہ دنیا کے لیے ہے، اس بُت کو پاش پاش کیا جاوے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت ان کے دلوں میں قائم ہو اور ایمان کا شجر تازہ بہ تازہ پھل دے۔ اس وقت درخت کی صورت ہے مگر اصل درخت نہیں کیونکہ اصل درخت کے لیے تو فرمایا: أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ۔ تُؤْتِيْٓ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا۔ (ابراھیم: 25تا26) یعنی کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ کیونکر بیان کی اللہ نے مثال یعنی مثال دینِ کامل کی کہ وہ بات درختِ پاکیزہ کی مانند ہے جس کی جڑھ ثابت ہو اور جس کی شاخیں آسمان میں ہوں اور وہ ہر وقت اپنا پھل اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا ہے۔ أَصْلُهَا ثَابِتٌ سے یہ مراد ہے کہ اصول ایمانیہ اس کے ثابت اور محقق ہوں اور یقین کامل کے درجہ تک پہنچے ہوئے ہوں اور وہ ہر وقت اپنا پھل دیتا رہے۔ کسی وقت خشک درخت کی طرح نہ ہو۔ مگر بتاؤ کہ کیا اب یہ حالت ہے؟ بہت سے لوگ کہہ تو دیتے ہیں کہ ضرورت ہی کیا ہے؟ اُس بیمار کی کیسی نادانی ہے جو یہ کہے کہ طبیب کی حاجت ہی کیا ہے؟ وہ اگر طبیب سے مستغنی ہے اور اس کی ضرورت نہیں سمجھتا تو اس کا نتیجہ اس کی ہلاکت کے سوا اَور کیا ہوگا؟ اس وقت مسلمان أَسْلَمْنَا میں تو بے شک داخل ہیں مگر اٰمَنَّا کی ذیل میں نہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب ایک نور ساتھ ہو۔ غرض یہ وہ باتیں ہیں جن کے لیے مَیں بھیجا گیا ہوں اس لیے میرے معاملہ میں تکذیب کے لیے جلدی نہ کرو بلکہ خدا تعالیٰ سے ڈرو اور توبہ کرو کیونکہ توبہ کرنے والے کی عقل تیز ہوتی ہے“۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 566-565۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ نے طاعون کے نشان کی مثال دی ہے کہ:

”طاعون کا نشان بہت خطرناک نشان ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کے متعلق مجھ پر جو کلام نازل کیا ہے وہ یہ ہے۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ۔ (الرعد:12) یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور اس پر لعنت ہے جو خدا تعالیٰ پر افترا کرے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے ارادے کی اس وقت تبدیلی ہوگی جب دلوں کی تبدیلی ہوگی۔ پس خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے قہر سے خوف کھاؤ۔ کوئی کسی کا ذمہ دار نہیں ہوسکتا۔ معمولی مقدمہ کسی پر ہو تو اکثر لوگ وفا نہیں کر سکتے۔ پھر آخرت میں کیا بھروسہ رکھتے ہو۔ جس کی نسبت فرمایا ہے۔ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ۔ (عبس:35)“۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 566۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اُس دن یعنی قیامت والے دن بھائی بھائی سے دور ہٹے گا، بھاگے گا۔

فرمایا: ”دیکھو جس طرح جو شخص اللہ اور اُس کے رسول اور کتاب کو ماننے کا دعویٰ کر کے اُن کے احکام کی تفصیلات مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تقویٰ، طہارت کو بجا نہ لاوے اور اُن احکام کو جو تزکیۂ نفس، ترکِ شر اور حصولِ خیر کے متعلق نافذ ہوئے ہیں چھوڑ دے، وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور اُس پر ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے کا اطلاق صادق نہیں آ سکتا۔ اسی طرح سے جو شخص مسیح موعود کو نہیں مانتا، یا ماننے کی ضرورت

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

گردھاری لال ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان
لوتھرا جیولرز قادیان
LUTHRA JEWELLERS LJ SIGN OF PURITY
Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com
Since 1948

نہیں سمجھتا وہ بھی حقیقتِ اسلام اور غایتِ نبوت اور غرضِ رسالت سے بے خبر محض ہے اور وہ اس بات کا حق دار نہیں ہے کہ اس کو سچا مسلمان، خدا اور اُس کے رسول کا سچا تابعدار اور فرمانبردار کہہ سکیں کیونکہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قرآنِ شریف میں احکام دیئے ہیں اُسی طرح سے آخری زمانے میں ایک آخری خلیفہ کے آنے کی پیشگوئی بھی بڑے زور سے بیان فرمائی ہے اور اُس کے نہ ماننے والے اور اُس سے انحراف کرنے والوں کا نام فاسق رکھا ہے۔ قرآن اور حدیث کے الفاظ میں فرق (جو کہ فرق نہیں بلکہ بالفاظ دیگر قرآنِ شریف کے الفاظ کی تفسیر ہے) صرف یہ ہے کہ قرآنِ شریف میں خلیفہ کا لفظ بولا گیا ہے اور حدیث میں اسی خلیفۂ آخری کو مسیح موعود کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پس قرآنِ شریف نے جس شخص کے مبعوث کرنے کے متعلق وعدے کا لفظ بولا ہے اور اس طرح سے اُس شخص کی بعثت کو ایک رنگ کی عظمت عطا کی ہے، وہ مسلمان کیسا ہے جو کہتا ہے کہ ہمیں اس کے ماننے کی ضرورت ہی کیا ہے؟''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 551۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں ''اے نادان قوم! مَیں تمہیں کس سے مشابہت دوں۔ تم ان بدقسمتوں سے مشابہ ہو جن کے گھر کے قریب ایک فیّاض نے ایک باغ لگایا اور اُس میں ہر ایک قسم کا پھلدار درخت نصب کیا اور اس کے اندر ایک شیرین نہر چھوڑ دی جس کا پانی نہایت میٹھا تھا۔ اور اس باغ میں بڑے بڑے سایہ دار درخت لگائے جو ہزاروں انسانوں کو دھوپ سے بچا سکتے تھے۔ تب اُس قوم کی اُس فیّاض نے دعوت کی جو دھوپ میں جل رہی تھی اور کوئی سایہ نہ تھا اور نہ کوئی پھل تھا اور نہ پانی تھا تا وہ سایہ میں بیٹھیں اور پھل کھاویں اور پانی پئیں۔ لیکن اس بدبخت قوم نے اس دعوت کو ردّ کیا اور اُس دھوپ میں شدتِ گرمی اور پیاس اور بھوک سے مر گئے۔ اس لئے خدا فرماتا ہے کہ ان کی جگہ مَیں دوسری قوم کو لاؤں گا جو ان درختوں کے ٹھنڈے سایہ میں بیٹھے گی اور ان پھلوں کو کھائے گی اور اس خوشگوار پانی کو پیئے گی۔ خدا نے مثال کے طور پر قرآن شریف میں خوب فرمایا کہ ذوالقرنین نے ایک قوم کو دھوپ میں جلتے ہوئے پایا اور ان میں اور آفتاب میں کوئی اوٹ نہ تھی اور اس قوم نے ذوالقرنین سے کوئی مدد نہ چاہی۔ اس لئے وہ اُسی بلا میں مبتلا رہی۔ لیکن ذوالقرنین کو ایک دوسری قوم ملی جنہوں نے ذوالقرنین سے دشمن سے بچنے کے لئے مدد چاہی۔ سو ایک دیوار اُن کے لئے بنائی گئی اس لئے وہ دشمن کی دست برد سے بچ گئے۔ سو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ قرآنِ شریف کی آئندہ پیشگوئی کے مطابق وہ ذوالقرنین مَیں ہوں جس نے ہر ایک قوم کی صدی کو پایا۔ اور دھوپ میں جلنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں میں سے مجھے قبول نہیں کیا۔ اور کیچڑ کے چشمے اور تاریکی میں بیٹھنے والے عیسائی ہیں جنہوں نے آفتاب کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ اور وہ قوم جن کے لئے دیوار بنائی گئی وہ میری جماعت ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہی ہیں جن کا دین دشمنوں کے دست بُرد سے بچے گا۔ ہر ایک بنیاد جو سست ہے اس کو شرک اور دہریت کھاتی جائے گی۔ مگر اس جماعت کی بڑی عمر ہو گی اور شیطان ان پر غالب نہیں آئے گا۔ اور شیطانی گروہ ان پر غلبہ نہیں کرے گا۔ اُن کی حجت تلوار سے زیادہ تیز اور نیزہ سے زیادہ اندر گھسنے والی ہو گی اور وہ قیامت تک ہر ایک مذہب پر غالب آتے رہیں گے''۔

فرمایا: ''ہائے افسوس ان نادانوں پر جنہوں نے مجھے شناخت نہ کیا۔ وہ کیسی تیرہ و تاریک آنکھیں تھیں جو سچائی کے نور کو دیکھ نہ سکیں۔ مَیں اُن کو نظر نہیں آ سکتا کیونکہ تعصّب نے ان کی آنکھوں کو تاریک کر دیا۔ دلوں پر زنگ ہے اور آنکھوں پر پردے۔ اگر وہ سچی تلاش میں لگ جائیں اور اپنے دلوں کو کینہ سے پاک کر دیں۔ دن کو روزے رکھیں اور راتوں کو اُٹھ کر نماز میں دعائیں کریں اور روئیں اور نعرے ماریں تو امید ہے کہ خدائے کریم ان پر ظاہر کر دے کہ مَیں کون ہوں۔ چاہئے کہ خدا کے استغناء ذاتی سے ڈریں''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 313 تا 315)

(اللہ تعالیٰ بڑا غنی ہے اُس سے ڈریں اور اپنی عاقبت کی فکر کریں)

فرمایا: ''اے لوگو! خدا کی اور خدا کے نشانوں کی تحقیر مت کرو اور اُس سے گناہوں کی معافی چاہو اور اُس کے سامنے اپنے گناہوں کے خوف سے فروتنی کرو۔ کیا تمہیں اُس قوم کا انجام بھول گیا جنہوں نے تم سے پہلے تکذیب کی؟ یا خدائے سزا دہندہ کی کتابوں میں تمہیں بری رکھا گیا ہے؟ پس اپنے بدخطرات سے خدا تعالیٰ کی طرف پناہ لے جاؤ، اگر ڈرنے والے ہو۔ ایک ایک ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور عداوت کرنے والوں سے پرہیز کرو۔ پھر فکر کرو کہ کیا تمہیں وہ ثبوت نہیں دیئے گئے جو تم سے پہلے کافروں کو دیئے گئے؟ اور کیا تمہارے پاس نشان نہیں آئے؟ کیا تم خدا کی تحقیر کرنے سے حقیر اور ذلیل نہیں ہو چکے؟ کیا تمہارے یہ تمام قرض، قرضداروں کی طرح ادا نہیں کئے گئے؟ پس اُس مُنعِم حقیقی کی قَسم ہے جس نے مجھے اس محلّ میں وارد کیا اور میری تصدیق کے لئے باندھا اور کھولا اور مجھے اولاد دی۔ اور میرے لئے دشمنوں کو ہلاک کیا۔ اور اپنے نشانوں میں ایجاد اور اعدام کو دکھایا''۔ (بنانے اور بگاڑنے کے، دونوں طرح کے نشان دکھائے) ''اور مذاہب کے جلسہ میں پیدا کرنے کا نشان دکھلایا۔'' (یہ بھی پیشگوئی کے مطابق وہ جلسہ تھا جہاں آپ کی کتاب پڑھی گئی تھی) ''اور گوسالہ مقتول میں مارنے کا نشان دکھلایا۔ اور قولی نشان اور فعلی نشان دیکھنے والوں کے لئے دکھلایا۔ اور خدا تعالیٰ نے کسوف اور خسوف تم کو رمضان میں دکھلایا۔ اور میری بلاغت کے ساتھ تم کو ملزم کیا اور مجھ کو قرآن سکھلایا۔......''

فرمایا: ''اے لوگو! میں ربّ قدیر کی طرف سے تمہارے پاس آیا ہوں۔ پس کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جو اُس غیّور کبیر سے خوف کرے، یا غفلت کے ساتھ ہم سے گزر جاؤ گے؟ اور تم نے اپنے مکروں کو انتہا تک پہنچا دیا اور شکاریوں کی طرح حیلہ بازی میں بڑی دیر لگائی۔ پس کیا تم نے بجز خذلان اور محرومی کے کچھ اَور بھی دیکھا؟ اور کیا تم نے وہ امر پایا جس کو ڈھونڈا بغیر اس کے کہ ایمان کو ضائع کرو۔'' (وہ باتیں جو ڈھونڈیں، کیا تم نے پالیں؟ اس کے بغیر کہ تمہارا ایمان بھی ضائع نہ ہو) ''پس اے مسلمانوں کی اولاد! خدا سے ڈرو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا نے کیسے میری بات کو پورا کیا۔ اور اپنی بخشش میرے لئے بہت دکھلائی۔ پس تمہیں کیا ہو گیا کہ خدا کے نشانوں کی طرف منہ نہیں کرتے۔ اور میرے لئے ملامت کے تیر پیکان پر رکھتے ہو۔ کیا تم نے اپنے زعم کا بطلان نہیں دیکھا اور اپنے وہم کی خطا تم پر ظاہر نہیں ہوئی؟ پس اس کے بعد مذمّت کے لئے کھڑے مت ہو اور بعد آزمائش کے جھوٹ کو مت تراشو، اور زبانوں کو بند کرو اگر تم متقی ہو۔ اُس آدمی کی طرح توبہ کرو جو شرمندہ ہوتا ہے اور اپنے انجام اور بدعاقبت سے ڈرتا ہے اور خدا توبہ کرنے والوں سے پیار کرتا ہے۔''

(حجۃ اللہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 193-192)

اللہ تعالیٰ عامّۃ المسلمین کے دل کھولے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو سمجھنے والے ہوں، تا جن حالات و مشکلات سے یہ گزر رہے ہیں اُن سے نجات پائیں۔ آفات کے جو جھٹکے ان کو خدا تعالیٰ لگا رہا ہے اُس کے اشاروں کو سمجھیں اور تکذیب اور ظلموں سے باز آئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے کہ تقویٰ پر چلیں اور اپنے قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں اور دنیا کو ہر وقت تباہی سے ہوشیار کرتے رہیں۔ اس وقت میں دو وفات یافتگان کا ذکر بھی کروں گا اور جمعہ کی نماز کے بعد ان کے جنازے بھی ہوں گے۔

پہلا مکرم چوہدری محفوظ الرحمن صاحب کا ہے جو 6 اپریل 2013ء کو 93 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ چوہدری صاحب نے ایف اے پاس کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریک پر اپنی زندگی وقف کی تھی، زندگی وقف کرنے کے بعد بطور انسپکٹر بیت المال قادیان میں کام کرتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ جب صدر خدام الاحمدیہ تھے، آپ پر بہت اعتماد کرتے تھے۔ آپ کو چار خدام کے گروپ میں جلسہ دہلی کے دوران خواتین کے پنڈال کی حفاظت کا موقع بھی ملا۔ جماعت کی تاریخ میں یہ مشہور واقعہ ہے اس موقع پر پتھراؤ بھی ہوا تھا جس میں ایک کارکن مکرم مشتاق باجوہ صاحب زخمی بھی ہو گئے تھے جو سوئٹزرلینڈ میں ہمارے مشنری اور مبلغ رہے ہیں۔ تقسیمِ ہند کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ آخر وقت تک قادیان کی حفاظت کے لئے ٹھہرے رہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ان کو صرف چار دن پہلے واپس پاکستان بھجوایا تھا۔ پھر آپ ٹی آئی کالج لاہور میں بطور اکاؤنٹنٹ اور ہوسٹل ٹیوٹر کام کرتے رہے۔ پھر ٹی آئی کالج ربوہ میں بطور DPE اور انچارج لائبریری کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد کچھ عرصہ خلافت لائبریری میں بھی کام کیا۔ نصرت جہاں اکیڈمی میں انہوں نے بطور استاد کام کیا۔ بعد میں پھر سروس کے دوران ہی بی اے بھی کیا۔ اُس کے بعد ایم اے اسلامیات بھی کیا۔ کوالیفائیڈ DPE بھی تھے۔ 1953ء کے فسادات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے کوئٹہ میں قیام کے دوران صدر خدام الاحمدیہ کی طرف سے جن خدام کو حفاظت کے لئے بھجوایا گیا اُن میں سے ایک چوہدری صاحب بھی تھے۔ اور جب ربوہ کی آبادی ہوئی ہے تو جماعت کی طرف سے جو پہلے انیس افراد بھجوائے گئے تھے، اس پہلے گروپ میں آپ شامل تھے۔ خدام الاحمدیہ میں صحت جسمانی کے مہتمم بھی رہے ہیں۔ والی بال اور ٹینس اور فٹ بال کے بڑے اچھے کھلاڑی تھے۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی بھی تھے اور اپنا سب حساب اپنی زندگی میں صاف کر دیا تھا۔ تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کا چندہ اپنے والدین، دادا اور پھوپھیوں وغیرہ بلکہ اگلی نسلوں میں دو پوتیوں کے بچوں کی طرف سے بھی ادا کیا کرتے تھے۔ بڑے نمازی، تہجد گزار تھے۔ ربوہ کے جو خاص لوگ ہیں ان

نیو اشوک جیولرز قادیان

New Ashok Jewellers

Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab

9815156533, 8054650500, 01872-221731

E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

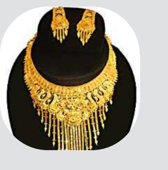

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

کرداروں میں سے ایک تھے۔ جو مرضی ان کو کوئی کہہ دے، مَیں نے نہیں دیکھا کہ کبھی انہوں نے آگے سے جواب دیا ہو۔ خاموشی سے اور ہنستے ہوئے ہر بات کو سنتے۔ انتہائی شریف النفس، درویش صفت، خاموش طبع انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ یہاں کے ہمارے جو صدر انصار اللہ ہیں، چوہدری وسیم صاحب، ان کے بڑے بیٹے ہیں۔

دوسرا جنازہ جو ہے وہ مکرمہ قیصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب کا ہے۔ ان کی وفات 13؍اپریل کو ہوئی ہے۔ تقریباً 70 سال ان کی عمر تھی۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ام ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہو تھیں۔ ان کا کینسر ایک دم پھیل گیا جس کی وجہ سے ان کی وفات ہوئی۔ بڑے عمدہ اخلاق کی مالک تھیں۔ بڑی ہنس مکھ، ملنسار، خلافت سے بڑا تعلق خاص طور پر میں نے نوٹ کیا۔ خلافت کے بعد ان کا مجھ سے بہت زیادہ تعلق بڑھ گیا۔ مالی قربانیوں میں بھی کچھ حصہ لیتی تھیں اور غریبوں کی بہت زیادہ ہمدرد تھیں۔ ان کے بعض غریب رشتہ داروں نے یا کم مالی کشائش والے رشتہ داروں نے بھی مجھے لکھا کہ ہمیشہ ہمارا خیال رکھا اور ان کو عزت دی، احترام کیا۔ ضرورتمندوں اور مستحقین کی خاموشی کے ساتھ مدد کیا کرتی تھیں۔ ملازموں کا بلکہ اُن کے رشتہ داروں کا بھی خیال رکھتی تھیں۔ جلسہ کے دنوں میں مہمانوں کی مہمان نوازی بہت کیا کرتی تھیں۔ آپ کے والد حضرت سعید احمد خان صاحب اور دادا مکرم کرنل اوصاف علی خان صاحب تھے جو حضرت نواب محمد علی خانصاحب کے خالہ زاد بھائی تھے۔ اور مرحومہ عبدالمجید خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی اور حضرت خان محمد خان صاحب کپورتھلوی کی پڑنواسی تھیں۔ پہلے آپ کے والد صاحب نے بیعت کی اور بعد میں آپ کے دادانے۔ آپ کے والد صاحب پوچھنے پر کہ آپ نے پہلے کیوں احمدیت قبول کرلی؟ تو بڑے لہک کے یہ مصرعہ پڑھا کرتے تھے کہ 'پسند آیا ہمیں یہ دیں، ہم ایمان لے آئے'۔

ان کے جو پڑنانا تھے، حضرت خان محمد خان صاحب، وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت پرانے صحابہ میں سے تھے۔ اور یکم جنوری 1904 کو اُن کی وفات ہوئی ہے، تو دوسرے دن نماز کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا کہ آج مجھے الہام ہوا ہے کہ 'اہل بیت میں سے کسی شخص کی وفات ہوئی ہے'۔ تو غالباً حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے کہا کہ حضور کے اہل بیت تو خدا تعالیٰ کے فضل سے سب خیریت سے ہیں تو پھر یہ الہام کس شخص کے بارے میں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ خان محمد خان صاحب کپورتھلوی کل فوت ہوگئے ہیں۔ یہ الہام مجھے اُنہی کے متعلق ہوا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ نے الہام میں اُنہیں اہلِ بیت میں سے قرار دیا۔ پھر ان کے بارے میں یہ بھی الہام تھا کہ 'ان کی اولاد سے نرم سلوک کیا جائے گا'۔

(ماخوذ از تذکرہ صفحہ 418 حاشیہ۔ ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اتفاق سے مَیں پیین میں "تذکرہ" کسی اور مقصد کے لئے دیکھ رہا تھا تو یہ الہامات بھی میری نظر کے سامنے سے گزرے۔ یہ دو الہامات ہیں جن میں ایک تو وفات کی خبر تھی، دوسرے ان کی اولاد سے نرم سلوک کیا جائے گا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی شان سے پورا ہوا۔ مکرمہ قیصرہ بیگم صاحبہ کے نانا جو خان محمد خان صاحب کے بیٹے تھے، انہوں نے ریاست کپورتھلہ میں ملازمت کے لئے درخواست دی تھی اور کافی کمپیٹیشن (Competition) تھا۔ ان کو بگھی خانہ کے لئے افسر بنایا گیا اور پھر وہ وہاں سے ترقی کرتے کرتے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہلِ بیت میں سے قرار دیا اور پھر ان کی پڑنواسی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بہو بھی بنی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ اور ان کے بچوں کو بھی نیکیوں کی توفیق دے اور جماعت اور خلافت سے وابستہ رکھے۔ ان کے خاوند مکرم میاں اظہر احمد صاحب کو بھی صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے اور صحت و عمر دے۔

❁❁❁

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان

Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں

098141-63952

نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کے ایمان افروز واقعات

سورۃ اخلاص سے محبت

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے سورۃ اخلاص سے محبت کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''بخاری شریف میں ایک حدیث آئی ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری مسجد قبا میں امامت نماز کی کرتا تھا۔ نماز پڑھانے کے وقت جب کوئی حصہ قرآن شریف کا پڑھتا تو اس کو سورۃ اخلاص کے ساتھ۔ یعنی پہلے سورۃ اخلاص پڑھتا اور بعد اس کے کوئی اور سورۃ یا کوئی حصہ قرآن شریف کا پڑھتا اور ہر رکعت میں وہ ایسا ہی کرتا۔ دوسرے اصحاب اس معاملہ میں اس پر اعتراض کرتے اور کہتے کہ کیا تو دوسری سورتوں کو کافی نہیں سمجھتا کہ اس سورۃ کو بہرحال ساتھ ملا ہی دیتا ہے اور بسا اوقات اسے کہتے کہ تو اس سورۃ کا بار بار ہر رکعت میں پڑھنا چھوڑ دے۔ وہ ہمیشہ یہی جواب دیتا کہ تمہارا اختیار ہے کہ مجھے امام بناؤ یا نہ بناؤ۔ میں تمہاری امامت چھوڑ دیتا ہوں لیکن اس سورۃ شریف کا پڑھنا ترک نہیں کرسکتا۔ لوگ اس کو دوسرے سے افضل جانتے تھے اور بہرحال اس کو ہی امام بنانا پسند کرتے تھے۔ اس واسطے یہ جھگڑا اسی طرح سے رہا۔ یہاں تک کہ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ اے فلانے تجھے کون سی بات اس سے مانع ہے کہ تو اپنے ساتھیوں کا کہنا مانے اور ہر رکعت نماز کے اندر تو نے سورہ اخلاص کا پڑھنا کس واسطے اختیار کیا ہے۔ اس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ مجھے یہ سورۃ پیاری لگتی ہے۔ تب آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کا پیار کرنا تجھے جنت میں داخل کردے گا۔ فقط اس کی وجہ یہی ہے کہ اس سورۃ شریف سے محبت کرنا خدا تعالیٰ کی توحید سے محبت کرنا ہے''۔ (حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 558)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک واقعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:۔

''مجھے ایک دفعہ ایک نہایت مشکل امر کے واسطے اس دعا (سورۃ الفلق) سے کام لینے سے کامیابی نصیب ہوئی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مَیں لاہور گیا۔ میرے آشنائے مجھے ایک جگہ لے جانے کے واسطے کہا اور مَیں اس کے ساتھ ہو لیا۔ مگر نہیں معلوم کہ کہاں لیے جاتا ہے اور کیا کام ہے اس طرح بے علمی میں وہ مجھے ایک مسجد میں لے گیا جہاں بہت سے لوگ جمع تھے۔ قرائن سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ کسی مباحثہ کی تیاری ہے۔ میری چونکہ نمازِ عشا باقی تھی۔ مَیں نے ان سے کہا کہ مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ مجھے ایک موقعہ مل گیا کہ مَیں دعا کرلوں۔ خدا کی قدرت اس وقت مَیں نے اس سورۃ کو بطور دعا پڑھا اور باریک در باریک رنگ میں اس دعا کو وسیع کردیا اور دعا کی کہ 'اے خدائے قادر و توانا تیرا نام فَالِقُ الْاِصْبَاحِ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی ہے۔ مَیں ظلمات میں ہوں۔ میری تمام ظلمتیں دور کردے اور مجھے ایک نور عطا کر کہ جس سے میں ہر ایک ظلمت کے شر سے تیری پناہ میں آجاؤں۔ تو مجھے ہر امر میں ایک حجت نیّرہ اور برہان قاطع اور فرقان عطا فرما۔ مَیں اگر اندھیروں میں ہوں اور کوئی علم مجھ میں نہیں ہے تو تُو ان ظلمات کو مجھ سے دور کرکے وہ علوم مجھے عطا فرما اور اگر میں ایک دانے یا گٹھلی کی طرح کمزور اور ردی چیز ہوں تو تو مجھے اپنے قبضہ قدرت اور ربوبیت میں لے کر اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا۔ غرض اس وقت مَیں نے اس رنگ میں دعا کی اور اس کو وسیع کیا جتنا کر سکتا تھا۔ بعدہٗ مَیں نماز سے فارغ ہو کر ان لوگوں کی طرف مخاطب ہوا۔ خدا کی قدرت کہ اس وقت جو مولوی میرے ساتھ مباحثہ کے واسطے تیار کیا گیا تھا وہ بخاری کہ میرے سامنے بڑے ادب سے شاگردوں کی طرح بیٹھ گیا اور کہا یہ مجھے آپ پڑھا دیں۔ وہ صلح حدیبیہ کی حدیث تھی۔ لوگ حیران تھے اور میں خدا تعالیٰ کے تصرف اور کاملہ قدرت پر خدا کے جلال کا خیال کرتا تھا۔ آخر لوگوں نے اس سے کہا کہ یہاں تو مباحثہ کے واسطے ہم لائے تھے۔ تم ان سے پڑھنے بیٹھ گئے ہو۔ اگر پڑھنا ہی مقصود ہے تو ہم مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کردیتے۔ ان کے ساتھ جموں چلے جاؤ اور روٹی بھی مل جایا کرے گی۔ وہی شخص ایک بار مجھے ملا اور کہا میں اپنی خطا معاف کرانے آیا ہوں کہ مَیں نے کیوں آپ کی بے ادبی کی۔ حالانکہ اُس وقت بھی اس نے میری کوئی بے ادبی نہ کی تھی۔ غرض یاد رکھو خدا تعالیٰ بڑا قادر خدا ہے اور اس کے تصرفات بہت یقینی ہیں''۔ (حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 568,567)

قلبی جذبات

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ قرآن کریم کی روحانی تاثیرات سے متاثر ہوکر اپنے قلبی جذبات واحساسات یوں بیان فرماتے ہیں:

''مَیں نے دنیا کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور بہت ہی پڑھی ہیں مگر ایسی کتاب دنیا کی دلرُبا، راحت بخش، لذت دینے والی، جس کا نتیجہ دکھ نہ ہو، نہیں دیکھی...... مَیں پھر تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میری عمر، میری مطالعہ پسند طبیعت، کتابوں کا شوق اس امر کو ایک بصیرت اور کافی تجربہ کی بنا پر کہنے کے لئے جرأت دلاتے ہیں کہ ہرگز ہرگز کوئی کتاب ایسی موجود نہیں ہے۔ اگر ہے تو وہ ایک ہی کتاب ہے۔

کیا پیارا نام ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سوا ایسی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو جس قدر پڑھو اور جتنا اس پر غور کرو اسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے۔ طبیعت اکتانے کی بجائے چاہے گی کہ اور وقت اس پر صرف کرو۔ عمل کرنے کے لیے کم از کم جوش پیدا ہوتا ہے اور دل میں ایمان یقین اور عرفان کی لہریں اٹھتی ہیں''۔

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 34)

❁❁❁

قرآن کو یاد رکھنا

قرآن مجید کے متعلق خلفاء سلسلہ احمدیہ کے ارشادات سے انتخاب

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قرآن کی اصل غرض

......’’اصل غرض قرآن کی تو تقویٰ اور اعمال صالحہ، خشیت اللہ کا پیدا کرنا اور خودی، خود پسندی اور خود رائی، عجب، بدنظری، دنیا پرستی سے بچنا ہے‘‘۔

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 128)

قرآن شریف عزت عطا کرتا ہے

......’’مَیں تم کو قرآن شریف سناتا ہوں۔ مدعا اس سے میرا یہ ہوتا ہے کہ تم اس پر عمل کرو۔ اور عمل کرکے اس سے نفع اٹھاؤ۔ قرآن کریم پر عمل کرنے سے انسان کے آٹھ پہر خوشی سے گزرتے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل کرنے سے انسان کو خوشی و عزت اور کم از کم بندوں کی اتباع اور محتاجی سے نجات ملتی ہے ...... اگر تم قرآن شریف پر توجہ رکھو تو تم گمراہ کرنے والوں کی کوششوں سے محفوظ رہ سکتے ہو ...... بھلائی اور برائی سمجھنے کا ایک ہی ذریعہ (ہے)۔ قرآن شریف!‘‘

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 57)

قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو

......’’مَیں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور خوب سمجھ کر پڑھی ہیں۔ مجھے قرآن کے برابر پیاری کوئی کتاب نہیں ملی۔ اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں۔ قرآن کافی کتاب ہے ...... ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور آتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ میں نے اپنے زمانہ میں میرزا غلام احمد صاحب کو دیکھا۔ سچا پایا اور بہت ہی راست باز تھا۔ جو بات اس کے دل میں نہیں ہوتی تھی وہ نہیں منواتا تھا۔ اس نے ہی ہم کو بھی حکم دیا کہ **قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو**‘‘۔

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 342)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ترجمہ سیکھیے!

......’’ہمیں قرآن شریف کے ترجمہ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے کہ **ہماری جماعت میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم نہ آتا ہو**۔ اگر ہم کبڈی کے مقابلہ میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں، اگر ہم دوڑ کے مقابلہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ کتنے افسوس کی بات ہوگی اگر ہم قرآن شریف کی تعلیم اور اس کے مطالب کو سمجھنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعض چیزوں میں رشک جائز ہوتا ہے اور انہی جائز باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دینی معاملات میں، نیکی اور تقویٰ کے امور میں اور اعمال صالحہ کی بجا آوری میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی جائے۔‘‘

(انوار العلوم جلد 16 صفحہ 438)

تمہارے پاس قرآن کا ہتھیار ہونا چاہیئے

......’’قرآن شریف ایک جامع کتب ہے اس میں سے سب کچھ معلوم ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ تدبیر اور غور سے پڑھا جائے۔ دیکھو میں چونکہ صحت کا کمزور تھا اور شروع سے ہی مدرسہ میں میرا لحاظ کیا جاتا تھا۔ اس لئے پرائمری سے انٹرنس تک میں نے کوئی امتحان پاس نہیں کیا۔ مگر میں نے صرف قرآن مجید پڑھا۔ فلسفہ، منطق وغیرہ میں نے نہیں پڑھا۔ مگر اب تک میں خدا کے فضل سے اور صرف قرآن مجید پڑھنے کے باعث ہر ایک بڑے انسان سے، غیر مذاہب کے پیشواؤں سے، بڑے بڑے لیکچراروں اور مدبروں سے گفتگو کرنے پر کبھی بھی نہیں جھجکا اور نہ کسی بڑے سے بڑے لیکچرار، پرنسپل، بشپ تک نے میرے سامنے کبھی گفتگو کی جرأت کی...... مگر یہ میرے ذہن کی کوئی خوبی نہیں۔ بلکہ میرے پاس قرآن کی تلوار ہے۔ **پس اگر تم بھی قرآن، حدیث اور احمدیت کی کتابیں پڑھو گے تو پتہ لگے گا کہ اسلام کیسا عمدہ مذہب ہے...... تمہارے پاس قرآن کا ہتھیار ہونا چاہیئے**‘‘۔ (انوار العلوم جلد نمبر 12 صفحہ 556)

قرآن کریم پڑھنے کا بہترین طریقہ

......’’**قرآن کریم پڑھنے کا بہترین طریق** یہ ہے کہ درس جاری کیا جائے۔ بہت سی ٹھوکریں لوگوں کو اس لیے لگتی ہیں کہ قرآن کریم پر تدبر نہیں کرتے۔ پس ضروری ہے کہ ہر جگہ قرآن کریم کا درس جاری کیا جائے۔ اگر روزانہ درس میں لوگ شامل نہ ہوسکیں تو ہفتہ میں تین دن سہی۔ اگر تین دن بھی نہ آسکیں تو دو دن ہی سہی۔ اگر دو دن بھی نہ آسکیں تو ایک دن ہی سہی۔ مگر درس ضرور جاری ہونا چاہیئے تا کہ قرآن کریم کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوا۔‘‘

(انوار العلوم جلد نمبر 10 صفحہ 92)

خدا کا مقرب بننے کا ذریعہ

......’’**ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیئے کہ خواہ کوئی اسی برس کا بوڑھا ہی کیوں نہ ہو پھر بھی قرآن کریم کے پڑھنے اور معنی سیکھنے کی کوشش کرے**۔ کون کہتا ہے کہ بڑی عمر میں پڑھا نہیں جاتا۔ جس طرح وہ دنیا کے کاموں میں محنت کرتے اور مشکلات اٹھاتے اور وقت صرف کرتے ہیں اگر اس کا نصف حصہ بھی قرآن شریف کے سیکھنے میں لگائیں تو سیکھ سکتے ہیں۔ یہ ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ کم از کم قرآن شریف کا ترجمہ تو پڑھ لے اور انسان باخدا انسان بنے نہ کہ میاں مٹھو بنے۔ قرآن شریف کے معنے نہ سمجھنا اور یونہی پڑھنا میاں مٹھو بننا ہے۔ پس تم ترجمہ سیکھو اور معنی اور مطلب سمجھو تا کہ تمہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کیا حکم دیتا ہے.......... جب سیکھ جاؤ گے تو اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرو گے۔ جب عمل کرو گے تو خدا تعالیٰ کے مقرب بن جاؤ گے۔‘‘

(خطبات محمود جلد نمبر 1 صفحہ 171)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

ساری جماعت کی ذمہ داری

......’’مَیں تو سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت کا ایک بچہ بھی قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتا تو ساری جماعت کو اپنی فکر کرنی چاہیئے جب تک وہ بچہ قرآن کریم ناظرہ نہ جان لے‘‘۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ۔ مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ۔ 6؍مارچ 1966ء)

قرآن کریم کی محض تلاوت کافی نہیں

......’’مَیں ...... ہر احمدی مسلمان کو عموماً اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کی محض تلاوت کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ ہمارا تعلق ہو۔ پھر اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم کا اثر قبول کریں۔ یہ کوئی جادو یا ٹونہ نہیں ہے کہ آپ نے اس کی تلاوت کی اور اس کا آپ کو فائدہ پہنچ گیا۔ گو قرآن کریم سراپا برکت ہے۔ اس کے پڑھنے سے کچھ نہ کچھ تو برکت مل جائے گی۔ اس سے تو انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن وہ برکت نہیں ملے گی جس کے لیے قرآن کریم کا نزول ہوا تھا‘‘۔

(خطبات ناصر جلد چہارم صفحہ 254)

موصی صاحبان و موصی صاحبات کا فرض

......’’مَیں نے موصی صاحبان اور موصی صاحبات سے بھی کہا تھا کہ وہ کم از کم دو افراد کو ترجمہ کے ساتھ قرآن کریم سکھائیں اگر ترجمہ نہ آتا ہو۔ اور اگر ترجمہ آتا ہو تو پھر اس کی تفسیر سکھائیں۔ قرآن کریم ناظرہ آنا چاہیئے، اس کا ترجمہ آنا چاہئے اور اس کی تفسیر آنی چاہیئے۔ غرض قرآن کریم کو سمجھنے کی قابلیت پیدا کرنی چاہئے‘‘۔

(خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 690)

......’’نظام وصیت کی جو بنیادی غرض ہے اس کے حصول کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہر موصی قرآن کریم پڑھنا جانتا ہو اور اس کا ترجمہ جانتا ہو اور اس کی تفسیر کے حصول میں ہمہ تن اور ہر وقت کوشاں رہے۔ قرآن کریم کی تفسیر قرآن کریم کے ترجمہ کی طرح ایسی نہیں کہ پڑھ لیا اور آ گیا اور کام ختم ہوگیا کیونکہ قرآن کریم میں تو علوم کے غیر محدود خزانے ہیں۔ اسی لئے میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ہر موصی کو قرآن کریم کی تفسیر آتی ہو۔ دنیا میں ہمیں ایسا کوئی شخص نظر نہیں آئے گا جو قرآن کریم کی پوری تفسیر جانتا ہو کیونکہ اس کتابِ مکنون سے نئے سے نئے علوم ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور وہ انسان کے علم میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ قرآن کریم مختلف علوم کی طرف راہنمائی کرتا ہے بہرحال قرآن کریم کی تفسیر کو پورے طور پر حاصل کر لینا تو ممکن نہیں ہاں یہ ممکن ہے اور یہ فرض ہے ہر احمدی کا (خصوصاً نظام وصیت میں منسلک ہونے والوں کا) کہ وہ ہمہ تن اور ہر آن علومِ قرآنی کے حصول کی کوشش میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی کوششوں میں برکت ڈالتا رہے۔ اگر موصی قرآن کریم سے غافل ہوں اور جاہل ہوں تو موصی ہونے کی بنیادی شرط کو پورا نہیں کر سکتے۔ اس لئے **ہر وہ شخص جو موصی ہے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔ قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو۔ قرآن کریم کی تفسیر پڑھنے کی کوشش کرتا رہتا ہو**‘‘۔

(خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 561)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

قرآن کو محبت سے پڑھیں

......’’محبت کے بغیر قرآن کریم اپنے معنی آپ کو نہیں دے گا۔ یہ ایک زندہ کتاب ہے۔ یہ کوئی مردہ کتاب تو نہیں۔ اور زندہ چیز یونہی بے وجہ مفت میں اپنی چیزیں نہیں لٹاتی پھرتی۔ جو اس سے پیار کرتا ہے اس کو فائدہ دیتی ہے۔ جو پیار نہیں کرتا اس کو نہیں دیتی۔ پس قرآن کریم کا اپنے پڑھنے والوں سے بھی یہی سلوک ہے۔ جو لوگ محبت کرتے ہیں قرآن ان کو نہ ختم ہونے والے تحفے دیتا چلا جاتا ہے۔ جو سرسری نظر سے بیکار سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں ان بیچاروں کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ صرف سرسری سی ملاقات ہی ہوتی ہے‘‘۔

(مشعل راہ جلد سوم صفحہ 111)

قرآن کریم تجوید کے ساتھ اور سمجھ کر پڑھیں

......’’والدین نظام جماعت سے رابطہ رکھیں اور جب بچے اس عمر میں پہنچیں کہ جہاں وہ قرآن کریم اور دینی باتیں پڑھنے کے لائق ہوسکیں تو اپنے علاقہ کے نظام سے یا براہ راست مرکز کو لکھ کر ان سے معلوم کریں کہ اب ہم کس طرح ان کو اعلیٰ درجہ کی قرآن خوانی سکھا سکتے ہیں اور پھر قرآن کے مطالب سکھا سکتے ہیں۔ کیونکہ قاری دو قسم کے ہوا کرتے ہیں ایک تو وہ جو اچھی تلاوت کرتے ہیں اور ان کی آواز میں ایک کشش پائی جاتی ہے اور تجوید کے لحاظ سے وہ درست ادائیگی کرتے ہیں۔ **لیکن محض پُرکشش آواز سے تلاوت میں جان نہیں پڑا کرتی**۔ ایسے قاری اگر قرآن کریم کے معنی نہ جانتے ہوں تو وہ تلاوت کا بُت تو بنا دیتے ہیں، تلاوت کے زندہ پیکر نہیں بنا سکتے۔ لیکن وہ قاری جو سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں اور تلاوت کے اس مضمون کے نتیجہ میں ان کے دل پگھل رہے ہوتے ہیں۔ ان کے دل میں خدا کی محبت کے جذبات اٹھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کی تلاوت میں ایک ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے جو اصل رُوح ہے تلاوت کی۔ تو ایسے گھروں میں جہاں واقفین زندگی ہیں وہاں

تلاوت کے اس پہلو پر بہت زور دینا چاہیے خواہ تھوڑا پڑھا جائے لیکن ترجمہ کے ساتھ۔ مطالب کے بیان کے ساتھ پڑھا جائے اور بچے کو یہ عادت ڈالی جائے کہ جو کچھ بھی وہ تلاوت کرتا ہے وہ سمجھ کر کرتا ہے۔ ایک تو روزمرہ کی صبح کی تلاوت ہے۔اس میں تو ہوسکتا ہے کہ بغیر سمجھ کے بھی ایک لمبے عرصہ تک آپ کو اسے قرآن کریم پڑھانا ہی ہوگا لیکن ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ سکھانے اور مطالب کی طرف متوجہ کرنے کا پروگرام بھی جاری رہنا چاہئے“۔ (مشعل راہ جلد سوم صفحہ 405)

ہماری نسلوں کو اگر سنبھالنا ہے تو قرآن کریم نے

”......ایک امر بہر حال یقینی اور قطعی ہے کہ جو کچھ بھی ہم نے ہدایت پائی ہے اسی کتاب سے پائی ہے۔ پس سب سے پہلے تو عبادت کے تعلق میں کلام الٰہی کا پڑھنا ایک بنیادی امر ہے جس کی طرف مَیں آپ کو متوجہ کرتا ہوں ۔ جہاں تک مَیں نے جائزہ لیا ہے بہت کم ایسے خاندان ہیں جن میں روزانہ تلاوت ہوتی ہو۔شاذ کے طور پر ایسے بچے ملیں گے جو صبح اٹھ کر نماز سے پہلے یا نماز کے بعد تلاوت کرتے ہوں اور یہ جائزہ فیملی یعنی خاندانوں کی ملاقات کے دوران مَیں نے لیا اور اکثر بچوں کو اس بات سے بے خبر پایا......۔ **ہماری نسلوں کو اگر سنبھالنا ہے تو قرآن کریم نے سنبھالنا ہے** اور قرآن کریم سے دو باتیں لازم ہیں۔ ہدایت ہے مگر نہیں بھی ہے۔ ہدایت ان لوگوں کے لئے ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں ۔ جو تقویٰ اختیار نہیں کرتے ان کے لیے ”ذٰلِکَ الْکِتٰبُ“ دُور کی کتاب رہے گی جو بظاہر ان کے سامنے ہے مگر ان سے دور ہٹی رہے گی۔تو جب تک یہ کتاب قریب نہ آئے اس دنیا کے مسائل حل نہیں ہوسکتے ......کلام الٰہی سے محبت ایک ایسی چیز ہے جو نسلوں کو سنبھالے رکھتی ہے۔پس بچپن ہی سے اس بات پر زور دیں۔..........اگلی نسلیں آپ کی ذمہ داری ہیں اور آئندہ صدی ان اگلی نسلوں کی ذمہ داری ہوگی۔ پس آج اگر آپ نے ان کو قرآن کریم پر قائم نہ کیا تو باقی ساری باتیں جو اس کے بعد بیان ہوئی ہیں ان میں سے کچھ بھی حاصل نہیں کرسکیں گے۔

قرآن کریم پر زور دینا اور تلاوت سے اس کا آغاز کرنا بہت ہی اہم ہے۔مگر تلاوت کے ساتھ ان نسلوں میں،ان قوموں میں جہاں عربی سے بہت ہی ناواقفیت ہے،ساتھ ترجمہ پڑھنا ضروری ہے۔

ترجمہ کے لیے مختلف نظاموں کے تابع تربیتی انتظامات جاری ہیں مگر بہت کم ہیں جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں یا اٹھا سکتے ہیں۔اس لیے جب مَیں ایسی رپورٹیں دیکھتا ہوں کہ ہم نے فلاں جگہ قرآن کریم کی کلاس جاری کی یا فلاں جگہ قرآن کریم کی کلاس جاری کی تو مَیں ہمیشہ تعجب سے دیکھتا ہوں کہ اس کلاس میں سارے سال میں بھلا کتنوں نے فائدہ اٹھایا ہوگا اور جو فائدہ اٹھاتے بھی ہیں تو چند دن کے فائدے کے بعد پھر اس فائدے کو زائل کرنے میں باقی وقت صرف کر دیتے ہیں۔ وہی بچے ہیں جن کو آپ نے قرآن کریم سکھانے کی کوشش کی ۔ چند دن بعد ان سے پوچھ کے دیکھیں تو جو کچھ سیکھا تھا سب بھلا چکے ہوں گے۔ بڑی وجہ اس کی یہ ہے کہ ہماری جو بڑی نسل ہے اس نے قرآن کریم کی طرف پوری توجہ نہیں دی اور اکثر ہم میں بالغ مرد وہ ہیں جو دین سے محبت تو رکھتے ہیں لیکن ان کو یہ سلیقہ سکھایا ہی نہیں گیا کہ **قرآن سے محبت کے بغیر دین سے محبت رکھنا معنی نہیں رکھتا۔اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔**

وقتی طور پر فوائد تو ہیں لیکن ان فوائد کا اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ ان کی دین سے محبت،دین کے لئے وقت نکالنا ،دین کے لئے محنت کرنا ان کو گھیر کر قرآن کی طرف لے آئے ۔ اگر یہ فائدہ نہ ہو تو وہ کوششیں بے کار ہیں............حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ رسول شکوہ کرے گا اے میرے ربّ! میری قوم نے اس قرآن کو مہجور کی طرح چھوڑ دیا ۔ پس آپ وہ قوم نہ بنیں جن سے قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شکوہ ہو کہ اے خدا! میری کہلانے والا ،مراد کہلانے کا مضمون اس میں داخل ہے،میری کہلانے والی قوم نے اس قرآن کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا،مہجور کی طرح چھوڑ کر چلی گئی۔

..........عبادت کی جان قرآن کریم ہے۔عبادت سے پہلے بھی قرآن ہے یعنی تہجد کے وقت بھی جتنی توفیق ملے ۔قرآن کریم فرماتا ہے قرآن کی تلاوت کیا کرو اور عبادت کے دوران بھی تلاوت ہے اور عبادت کے بعد بھی تلاوت ہے۔

پس تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالنا اور اس کے معانی پر غور سکھانا ،یہ ہماری تربیت کی بنیادی ضرورت ہے اور تربیت کی کنجی ہے جس کے بغیر ہماری تربیت نہیں ہوسکتی اور یہ وہ پہلو ہے جس کی طرف اکثر مربیان،اکثر صدران،اکثر امراء بالکل غافل ہیں۔ان کو بڑی بڑی مساجد دکھائی دیتی ہیں ،ان کو بڑے بڑے اجتماعات نظر آتے ہیں۔وہ دیکھتے ہیں کہ بڑے جوش سے اور ذوق وشوق سے لوگ دور دور کا سفر کر کے آئے ہیں اور چند دن ایک جلسے میں شامل ہوگئے۔لیکن یہ چند دن کا سفر تو وہ سفر نہیں ہے جو سفر آخرت کے لیے ممد ہوسکتا ہے۔سفر آخرت کے لیے روزانہ کا سفر ضروری ہے اور روزانہ کے سفر میں زادِ راہ قرآن کریم ہے“۔

(مشعل راہ جلد سوم صفحہ 592-594)

❁❁❁

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن کریم کی تلاوت سمجھ کر کریں

”ایک حدیث میں آتا ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی کوئی قوم قرآن کریم پڑھنے کے لیے اور ایک دوسرے کو پڑھانے کے لیے خدا تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اکٹھی ہوتی ہے تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کے گرد حلقے بنا لیتے ہیں“۔

(سنن ابی داؤد۔کتاب الوتر باب فی ثواب قراءۃ القرآن)

پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لیے اور فرشتوں کے حلقے میں آنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن کریم پڑھے اور اس کو سمجھے ، اپنے بچوں کو پڑھائیں، انہیں تلقین کریں کہ وہ روزانہ تلاوت کریں۔ اور یاد رکھیں کہ **جب تک ان چیزوں پہ عمل کرنے کے ماں باپ کے اپنے نمونے بچوں کے سامنے قائم نہیں ہوں گے اس وقت تک بچوں پہ اثر نہیں ہوگا۔**اس لیے فجر کی نماز کے لئے بھی اٹھیں اور اس کے بعد تلاوت کے لیے اپنے پر فرض کریں کہ تلاوت کرنی ہے پھر نہ صرف تلاوت کرنی ہے بلکہ توجہ سے پڑھنا ہے اور پھر بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ وہ بھی پڑھیں، انہیں بھی پڑھائیں۔جو چھوٹے بچے ہیں ان کو بھی پڑھایا جائے۔“

(خطبات مسرور جلد نمبر 3 صفحہ 565)

قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ حبل اللہ ہیں

”اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایک ہو کر رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ اللہ کی رسّی تم پر ایک انعام ہے۔اللہ کی اس رسّی کو پکڑنے کی وجہ سے تم پر اللہ کے فضل نازل ہوئے اور اس کے انعاموں سے تم نے حصہ پایا۔ تمہارے معاشرے کے تعلقات بھی خوشگوار ہوئے اور تمہاری آپس کی رشتہ داریوں میں بھی مضبوطی پیدا ہوئی۔

......ہم سب جانتے ہیں کہ وہ رسّی کون سی تھی یا کون سی ہے جس کو پکڑ کر ان میں اتنی روحانی اور اخلاقی طاقت پیدا ہوئی،قربانی کا مادہ پیدا ہوا،قربانی کے اعلیٰ معیار قائم ہوئے۔جس نے ان میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے انہیں اس حد تک اعلیٰ قربانیاں کرنے کے قابل بنادیا۔ وہ رسّی تھی اللہ تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب قرآن کریم، جو احکامات اور نصائح سے پُر ہے۔جس کے حکموں پر سچے دل سے عمل کرنے والا خدا تعالیٰ کا قرب پانے والا بن جاتا ہے۔ وہ رسّی تھی نبی کریم ﷺ کی ذات کہ آپؐ کے ہر حکم پر قربان ہونے کے لیے صحابہؓ ہر وقت منتظر رہتے تھے۔ان صحابہؓ نے اپنی زندگی کا یہ مقصد بنالیا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات سے باہر نہیں نکلنا اور پھر آنحضرت ﷺ کے بعد آپؐ کے پہلے چار خلفاء جو خلفاء راشدین کہلاتے ہیں، ان کے توسط سے مسلمانوں نے اُس رسّی کو پکڑا جو اللہ کی رسّی اور اس کی طرف لے جانے والی رسّی تھی اور جب تک مسلمانوں نے اس رسّی کو پکڑے رکھا وہ صحیح راستے پر چلتے رہے۔اور جب فتنہ پردازوں نے ان میں پھوٹ ڈال دی اور انہوں نے فتنہ پردازوں کی باتوں میں آکر اس رسّی کو کاٹنے کی کوشش کی تو ان کی طاقت جاتی رہی......“

(مشعل راہ جلد نمبر 5 حصہ سوم صفحہ 73-74)

قرآن کریم کو ایک مہجور کی طرح نہ چھوڑیں

”......آج ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے، ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآنی تعلیم پر نہ صرف عمل کرنے والا ہو،اپنے پر لاگو کرنے والا ہو بلکہ آگے بھی پھیلائے اور حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو آگے بڑھائے اور کبھی بھی یہ آیت جو مَیں نے اوپر پڑھی ہے کسی احمدی کو اپنی لپیٹ میں نہ لے۔ **ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ فقرہ ہمارے ذہن میں ہونا چاہیئے کہ”جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے“**۔ ہم ہمیشہ قرآن کے ہر حکم اور ہر لفظ کو عزت دینے والے ہوں اور عزت اس وقت ہوگی جب ہم اس پر عمل کر رہے ہوں گے اور جب ہم اس طرح کر رہے ہوں گے تو قرآن کریم ہمیں ہر پریشانی سے نجات دلانے والا اور ہمارے لیے رحمت کی چھتری ہو گا۔“

(مشعل راہ جلد 5 حصہ نمبر 3 صفحہ 132-133)

روزانہ قرآن کریم پڑھیں اور کلاسوں میں شامل ہوں

”قرآن کریم پڑھیں۔قرآن کریم پڑھیں گے تو آپ کو پتہ لگے گا کہ ہم نے کیا کیا کچھ کرنا ہے،کیا کیا کچھ اللہ میاں نے ہمیں حکم دیئے ہیں، کیا تعلیم دی ہے۔تو اس طرح آپ کو بہت سارے فائدے ہوں گے۔ مجھے امید ہے کہ اکثر بچے ہمارے جو دس سال سے اوپر کے ہیں باقاعدہ قرآن کریم پڑھتے ہوں گے۔اگر نہیں پڑھتے تو پڑھنے کی عادت ڈالیں۔روز کم از کم ایک رکوع پڑھا کریں اور کلاسوں میں بھی شامل ہوا کریں۔خدام الاحمدیہ اگر کلاسیں لگاتی ہے تو بڑی اچھی بات ہے ۔نہیں لگاتی تو کلاسیں لگانی چاہئیں۔تا کہ بچوں کو بتائیں تو جب آپ لوگ اس طرح تعلیم حاصل کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کے لیے بہت مفید وجود بن جائیں گے، جماعت کا ایک بہت مفید حصہ بن جائیں گے“۔

(مشعل راہ جلد نمبر 5 حصہ 2 صفحہ 165)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
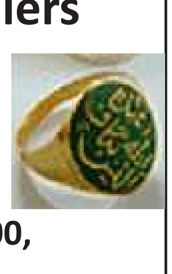

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۱۲

جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن

عبدالوکیل نیاز۔ نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ

"هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔" (سورۃ الصف آیت 10)

یعنی وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃ غالب کر دے خواہ مشرک بُرا منائیں۔

صد بار رقص ہا کنم از خرمّی اگر
بینم کہ حُسنِ دلکش ِفرقاں نہاں نما ند
اے بے خبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نما ند

محترم صدر اجلاس اور معزز حاضرین خاکسار کی تقریر کا موضوع جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن ہے۔

حضرات ! قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان تجلی ہے۔ جو خصوصاً مسلمانوں اور تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے ایک نعمت عُظمیٰ کے طور پر نبیٔ مزکی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے قلب مطہر پر نازل ہوئی ہے۔ یہ وہ آتشی روشن اور کامل شریعت ہے جس کی بابت اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ:

" اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْناً۔" (سورۃ المائدہ آیت 4)

یعنی (اے مسلمانوں) آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لیے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔

چنانچہ اس کامل اور روشن شریعت کی آمد پر دین کامل ہو گیا اور روحانی زندگی کے حصول کے لیے تا قیامت دین اسلام کی پیروی لازم قرار دے دی گئی۔

گویا اب اسلام خاتم الادیان ہے اور آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں اور قرآن کریم خاتم الکتب ہے۔ یعنی دین اسلام ہمیشہ کے لیے زندہ دین اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لیے زندہ رسول اور جملہ روحانی مدارج کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ اور قرآن کریم ہمیشہ کے لیے زندہ کتاب ہے جس کی نعمتیں اور روحانی فیوض تا قیامت جاری و ساری رہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی وفات سے قبل مسلمانوں کو ایک نہایت ہی اہم وصیت فرمائی تھی کہ:

" تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَمْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا۔ كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ۔"

(مشکوۃ باب الاعتصام والسنۃ)

یعنی میں تم میں دو باتیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے میرے مسلک سے گمراہ نہیں ہو سکو گے۔ جن میں سے ایک اللہ کی کتاب (قرآن کریم) اور دوسری اُس کے رسول کی سنت ہے۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ مسلمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس اہم وصیت پر دل وجان سے عمل کر کے اُن فیوض و برکات کے وارث بنتے جو قرآن کریم کی تلاوت اور اس کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں حاصل ہوتے ہیں لیکن اس کے برعکس مسلمانوں نے بدقسمتی سے قرآن مجید کی تعلیمات کو پس پُشت ڈال دیا اور اس آسمانی نعمت کی قدر نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان دن بدن قعر مذلت میں گرتے چلے گئے اور اُن کی شان و شوکت اور رعب دبدبہ جاتا رہا اور سوسائٹی میں اُن کا کوئی قابل ذکر مقام ومرتبہ باقی نہ رہا۔ اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیم قرآن کو بھلایا
قرآں کو بھلایا۔

اس وصیت کے ساتھ ہی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی تھی جس کا ذکر مشکوٰۃ کتاب العلم میں ان الفاظ میں ملتا ہے کہ:

" يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ۔"

"لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جب اسلام نام کا رہ جائے گا اور قرآن بطور نقش اور رسم کے رہ جائے گا (یعنی قرآن کریم کو مہجور کی طرح چھوڑ دیا جائے گا اور غور وفکر کے ساتھ اُس کی تلاوت نہیں کی جائے گی۔)

حضرات ! آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اس انداز کو سامنے رکھ کر جب ہم مسلمانوں کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو صاف واضح ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ایک عرصہ سے مسلمانوں میں دینی اور اخلاقی تنزل ظاہر ہو چکا ہے۔ جس کا اظہار آئے دن مسلمان مفکرین اور دانشور اپنی تحریر و تقریر میں کرتے رہتے ہیں کہ نہ صرف مسلمان مختلف فرقوں میں تقسیم ہو چکے ہیں بلکہ ان کے اندر اسلام باقی رہا نہ قرآن باقی رہا۔ اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ قرآن عملاً زمین سے اُٹھ چکا ہے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو قرآن مجید پڑھنا ہی نہیں جانتی۔ اس کے برعکس قرآن مجید کو خوبصورت غلافوں میں بند کر کے طاقچوں کی زینت بنا دیا گیا ہے اور آپسی تکرار کے موقعہ پر قول وقسم کے لیے قرآن مجید کو غلافوں سے باہر نکالا جاتا ہے۔ گویا بقول شاعر قرآن مجید مسلمانوں سے یہ فریاد کر رہا ہے کہ:

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں
آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویز بنایا جاتا ہوں
دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جس طرح سے طوطا مینا کو
کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں
اس طرح سکھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں
آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اک اک جلسے میں
پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
جب قول و قسم لینے کے لیے
تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے
ہاتھوں میں اُٹھایا جاتا ہوں

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اُمت محمدیہ پر ایسا نازک وقت آنے کی صورت میں یہ خوشخبری بھی دی تھی "لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِنْ فَارِس" یعنی مسلمانوں کی بداعمالیوں اور ان کی اخلاقی گراوٹ کی وجہ سے اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا تو اہل فارس میں سے ایک شخص اس کو وہاں سے واپس لے آئے گا۔

نیز فرمایا کہ اُمت محمدیہ ان بداعمالیوں کی وجہ سے تباہ نہیں ہوگی بلکہ اُن کی اصلاح کے لیے مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ چنانچہ فرمایا:

كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا فِيْ اَوَّلِهَا وَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْ اٰخِرِهَا۔"

(جامع الصغیر سیوطی)

کہ وہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں میں خود موجود ہوں اور آخر میں مسیح ابن مریم ہوں گے۔

چنانچہ اپنی تقریر کے ابتداء میں خاکسار نے سورۃ الصّف کی جس آیت کی تلاوت کی ہے اُس میں اللہ تعالیٰ نے یہی وعدہ فرمایا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کو تمام دُنیا میں غالب کرے گا اور یہ غلبہ بتدریج رونما ہوگا۔ تمام اولیاء اللہ آئمہ سلف اور علماء اُمت نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کا یہ روحانی غلبہ مہدی اور مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں اپنے عروج کو پہنچے گا۔ چنانچہ تفسیر ابن جریر میں لکھا ہے کہ:

"هٰذَا عِنْدَ خُرُوْجِ الْمَهْدِيِّ" کہ اس آیت میں مذکور غلبہ اسلام مہدی کے زمانہ میں ہوگا۔

اسی طرح تفسیر جامع البیان جلد 29 میں مذکور ہے کہ:

"وَذٰلِكَ عِنْدَ نُزُوْلِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ"

کہ یہ غلبہ عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے وقت ہوگا۔

پس جماعت احمدیہ اس بات پر ایمان رکھتی ہے کہ اس آیت کریمہ کی رو سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا عظیم مقصد اسلام کا احیاء نو اور قرآن مجید کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں دوبارہ رائج کرنا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس اہم فریضہ کے بارہ میں آپ کو الہام فرمایا کہ:

" مَا اَنَا اِلَّا كَالْقُرْاٰنِ وَسَيَظْهَرُ عَلٰى يَدَيَّ مَا ظَهَرَ مِنَ الْفُرْقَانِ" یعنی میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور عنقریب میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ قرآن سے ظاہر ہوا۔

(تذکرہ صفحہ 674)

چنانچہ قرآن مجید کو ساری دنیا میں غالب کرنے اُس کی عظمت کو دنیا میں ظاہر کرنے اور اس کے نور سے ساری دنیا کو بُقعۂ نور بنانے کے لیے قرآن کریم کے نئے سے نئے اسرار اور علوم و معارف کے لی ایسی تفسیر کی ضرورت تھی جو قیامت تک اس آخری زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی اور تمام مسائل کا حل کرنے والی ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ایک کامل غلام اور روحانی فرزند کو ایک خادم قرآن کی حیثیت سے دنیا میں مبعوث فرما کر آپؑ کو قرآن کریم کے اتنے اسرار اور معانی سکھلائے اور ایسے ایسے علوم قرآنی پر آپؑ کو اطلاع بخشی کہ اُنہیں پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ یہ علوم و معارف اور اسرار آپ کی تصنیف کردہ بیش بہا کتب میں محفوظ و موجود ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ ان علوم و معارف کی ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

" اس زمانہ میں بلا شبہ کتاب الٰہی کے لیے ضروری ہے کہ اس کی ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جائے کیونکہ حال میں جن تفسیروں کی تعلیم دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت کو درست کر سکتی ہیں اور نہ ایمانی حالت پر نیک اثر ڈالتی ہیں بلکہ فطرتی سعادت اور نیک روشنی کی مزاحم ہو رہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دراصل اپنے اکثر زوائد کی وجہ سے قرآن کی تعلیم نہیں ہے۔ قرآنی تعلیم ایسے لوگوں کے دلوں سے مٹ گئی ہے کہ گویا قرآن آسمان پر اُٹھایا گیا ہے۔ وہ ایمان جو قرآن نے سکھلایا تھا اُس سے لوگ بے خبر ہیں وہ عرفان جو قرآن نے بخشا تھا اس سے لوگ غافل ہو گئے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ قرآن پڑھتے ہیں مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترتا۔ انہی معنوں میں کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اُٹھایا جائے گا پھر اُنہی حدیثوں میں لکھا ہے کہ پھر دوبارہ قرآن کریم کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا۔"

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 492 حاشیہ)

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" خداوند تعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشانِ آسمانی اور خوارقِ غیبی اور معارف حقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیماتِ حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے

اور اپنی حُجت اُن پر پوری کرے۔‘‘
(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 596 حاشیہ)

الغرض سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے مبعوث ہوکر قرآن مجید کی جو عظیم الشان خدمت سرانجام دی ہے وہ آپ کا بے مثال کارنامہ ہے۔ آپ کی بعثت کے وقت مسلمانوں میں عام طور پر یہ خیال پایا جاتا تھا کہ قرآن مجید کے حقائق و معارف کا دروازہ اب بند ہو چکا ہے۔ اور نئے حقائق و معارف اب کسی پر نہیں کھل سکتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر مسلموں کو اعتراض کرنے کا سنہری موقعہ ہاتھ آ گیا۔ اور انہوں نے قرآن مجید پر اعتراضات شروع کر دیئے کہ قرآن مجید بھی روحانی لحاظ سے ایک مردہ کتاب ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بڑی تحدی کے ساتھ فرمایا کہ قرآن مجید کے اندر ایسی تعلیمات پائی جاتی ہیں۔ جو قیامت تک کام دیں گی اور اس کے حقائق و معارف کبھی ختم نہیں ہوں گے اور دنیا پر کوئی ایسا زمانہ نہیں آئے گا۔ جس میں قرآن مجید لوگوں کی روحانی راہنمائی کے لیے قاصر ہو بلکہ وہ ایک زندہ کتاب ہے اور حقائق و معارف کا ایک ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔ قرآن مجید کے حقائق و معارف کے سلسلہ میں آپ نے اپنی ذات کو پیش کیا اور فرمایا کہ اس قرآن مجید کی سچی متابعت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور قرآنی حقائق و معارف سے مجھ کو آگاہ کرتا ہے۔

غیر مسلم جو قرآن مجید کی تعلیمات پر اعتراض کر رہے تھے آپ نے اُن کے سامنے اپنی مشہور کتاب براہین احمدیہ کے ذریعہ قرآن مجید کے روشن حقائق و معارف کا ایک دریا بہا دیا اور دیگر مذاہب کی طرف سے اسلام پر کیے جانے والے اعتراضات اور حملوں کا پوری ظفرمندی سے مقابلہ کر کے غلبۂ اسلام کی راہ کو ہموار کیا اور قرآن کریم کی عظمت اور اسلام کی صداقت کو دنیا پر روز و روشن کی طرح آشکار کر دکھایا۔ پادری صاحبان جو یہ اعلان کر رہے تھے کہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اگر کوئی شخص مرنے سے پہلے یہ خواہش کرے گا کہ وہ کسی مسلمان کو دیکھ کر یہ معلوم کر سکے کہ مسلمان کیسے ہوتے ہیں تو اس کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکے گی کیونکہ سارے ہی مسلمان عیسائی ہو چکے ہوں گے۔ اور کوئی ایک مسلمان ڈھونڈنے سے بھی نہ مل سکے گا۔ وہ خادم قرآن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس کامیاب مدافعت پر دم بخود ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور ان کی یہ تعلّیاں ہوا میں تحلیل ہوکر رہ گئیں۔ یہی حال دیگر مذاہب، اور دہریت پر مبنی جدید فلسفیانہ نظریات کے علمبرداروں اور ان کی تعلّیوں کا ہوا۔ کیونکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے جدید علم کلام، قرآنی علوم و معارف اور مسکت دلائل و براہین کے ذریعہ نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا۔ دیگر مذاہب اور جدید مادی نظریات جو بڑی شدّ و مد سے اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے ایسے پسپا ہوئے کہ اُنہیں لینے کے دینے پڑ گئے۔ اور اپنے جارحانہ حملوں کو بھول کر خود اپنی مدافعت پر مجبور ہوئے بغیر نہ رہے نیز مسلمانوں کو یقین دلانے کے لیے کہ واقعی آپ کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہے۔ اور خدا تعالیٰ آپ کو قرآن مجید کے حقائق و معارف سے اطلاع دیتا ہے۔ کتاب اعجاز المسیح تصنیف فرمائی اور اس میں بیان کردہ حقائق کے بارہ میں اعلان فرمایا کہ اگر اس کتاب میں بیان کردہ معارف سے بڑھ کر معارف کوئی بیان کر دے تو میں ایسے شخص کو پانچ صد روپیہ نقد انعام دوں گا لیکن ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ یہ وہ کتاب ہے جس کا جواب نہیں جو شخص بھی جواب کے لیے کھڑا ہوگا وہ دیکھے گا کہ وہ کس طرح نادم اور شرمندہ کیا جائے گا۔

نیز فرمایا کہ:

اگر ان مخالفین کے بیٹے اور اُن کے آباء و اجداد جمع ہوں اور ان کے ہم عمر علماء حکماء اور فقہا جمع ہوکر اس قسم کی تفسیر اس قلیل مدت میں لانے کی کوشش کریں تو وہ نہیں لاسکیں گے خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔

چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب فیض ساکن بھیں ضلع جہلم نے اس کتاب کا جواب لکھنا چاہا تو حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا مَنَعَهٗ مَانِعٌ مِنَ السَّمَاءِ یعنی آسمان سے ایک روکنے والے نے اس کو روک دیا۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب ابھی نوٹ ہی تیار کر رہے تھے کہ ایک ہفتہ کے اندر ہی راہی ملک عدم ہوگئے۔

آپؑ نے قرآنی حقائق و معارف سے پُر اس قسم کی درجنوں کتب تحریر فرما کر قرآن مجید کی ایک بہت بڑی خدمت سرانجام دی ہے آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید ایک زندہ کتاب ہے اور اس کے ساتھ ہی مخالفین اسلام کو آپ نے اس طرف بھی توجہ دلائی کہ قرآن مجید کا یہ دعویٰ ہے کہ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (اگر تم کو اس بات میں شک ہے کہ قرآن مجید خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ نہیں ہے تو اس جیسی ایک ہی سورۃ لاکر دکھادو) اب بھی اپنی جگہ پر قائم ہے پس جب میری ایک تفسیر کا جو خدا تعالیٰ کی مدد سے میں نے تحریر کی ہے تم مقابلہ کرنے اور اُس جیسی تفسیر لکھنے سے قاصر ہو تو اس کلام کا جو سارے کا سارا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکر مقابلہ کر سکتے ہو۔

قرآن مجید کے بارہ میں مسلمانوں میں یہ غلط خیال رائج ہوگیا تھا کہ اس میں ناسخ و منسوخ آیات پائی جاتی ہیں۔ بدقسمتی سے آج بھی ایسے علماء پائے جاتے ہیں جو اس عقیدہ پر ڈھٹائی سے قائم ہیں کہ قرآن مجید میں کئی آیات ایسی ہیں جن کا حکم ہمیشہ کے لئے اُٹھ گیا ہے اور ان کی صرف تلاوت ہی قرآن مجید میں رہ گئی ہے۔ اس قسم کی منسوخ آیات مختلف علماء کے نزدیک پانچ سے لے کر سات صد تک تھیں۔

چونکہ یہ عقیدہ قرآن مجید کی بلند شان اور عظمت کو دھبہ لگانے والا تھا اور اس کی حقانیت کو غیر مسلموں کی نگاہ میں مشتبہ کرتا تھا اس لیے حضرت مسیح موعودؑ نے اس باطل عقیدہ کی اصلاح فرمائی اور فرمایا کہ:

’’علمانے مصالحت کی راہ سے احادیث کو بعض آیات قرآنی کے ناسخ قرار دیا لیکن حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ قرآن میں جائز نہیں کیونکہ اس سے اس کی تکذیب لازم آتی ہے۔‘‘

(الحق مباحثہ لدھیانہ صفحہ 91)

نیز فرمایا:

’’ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔ اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام صفحہ 130)

پس اس غلط عقیدہ کی اصلاح فرما کر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن مجید کی عظیم الشان خدمت سرانجام دی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت قرآن مجید اس لحاظ سے بھی بہت نمایاں اور بے مثال ہے کہ آپ نے سابقہ مفسرین کی اُن تفاسیر کی اصلاح فرمائی جو بائبل کی روایات یا غلط تاریخی روایات کی بناء پر لکھی گئی تھیں۔ سابقہ مفسرین نے قرآن مجید کی بعض آیات کی ایسی تفسیر کی تھی جن کی وجہ سے بعض انبیاء کرام کی توہین ہوتی تھی۔ چنانچہ غیر مسلموں نے بھی انہی تفاسیر کی بنا پر قرآن مجید اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُمہات المومنین جیسی کتابوں کے ذریعہ گندے اعتراضات کیے تھے۔

چنانچہ کتب تفسیر میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت مسیح علیہم السلام، اور سب سے بڑھ کر ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قصے اور کہانیوں کے رنگ میں جو بے بنیاد اور غلط باتیں منسوب کی گئی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء عظام نے ان جملہ امور کی تردید فرمائی اور بتایا کہ مفسرین نے جو یہ باتیں بیان کی ہیں قرآن مجید میں ایسے کوئی الفاظ موجود نہیں جس سے اس قسم کی باتوں کا استدلال کیا جا سکے۔ آپؑ نے انبیاء کرام کی صحیح پوزیشن پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء معصوم عن الخطا ہوتے ہیں اور اخلاق کے بلند و بالا مقام پر فائز ہوتے ہیں اس لیے ان کی طرف اس قسم کے اعمال منسوب کرنا بڑی ہی ناانصافی ہے۔ ان امور کے بارہ میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اپنی تفسیر کبیر میں نہایت وضاحت سے روشنی ڈالی ہے اور انبیاء کرام کی عصمت کو قائم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام پر جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر قرآن مجید کی صحیح تفسیر فرمائی اور تمام انبیاء کی عزت و عصمت اور اُن کے بلند و بالا مرتبہ کو قائم فرمایا یہ اُمت محمدیہ پر عظیم احسان اور قرآن مجید کی بے مثال خدمت ہے۔

قرآن مجید کے بارہ میں ایک غلط خیال مسلمانوں میں یہ قائم ہوگیا تھا کہ وہ حدیث کو قرآن پر مقدم جانتے تھے اور حدیث کے فیصلہ کو قرآن کے فیصلہ پر قاضی ٹھہراتے تھے۔ چنانچہ مسلمانوں کا ایک فرقہ جو اہل حدیث کہلاتا تھا اور حدیث کو قرآن پر ترجیح دیتے تھے اور قرآن مجید کے فیصلہ کو رد کر دیتے تھے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی پوری طاقت سے اس غلط عقیدہ کا مقابلہ کیا اور اپنی پوری عمر قرآن کریم کو حدیث پر مقدم ثابت کرنے کے لئے صرف کر دی اور اپنی بہت سی تصانیف میں صرف اسی مسئلہ پر بحث کی۔ بلکہ آپ نے اس بارہ میں ایک راہنما اصول بھی مقرر فرمایا ہے اور وہ یہ کہ اگر کسی حدیث اور قرآنی آیت میں تضاد پایا جاتا ہے تو قرآنی آیت کو مشعل راہ بناؤ اور ایسی حدیث کو چھوڑ دو جو قرآن مجید کے خلاف پڑتی ہے کیونکہ قرآن مجید کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہے کہ اس کا ایک ایک حرف صحیح ہے لیکن احادیث کے متعلق تو ایسی کوئی ضمانت نہیں۔ پس لوگوں کے ذہنوں میں قرآن کریم کا ارفع اور اعلیٰ مقام پیدا کر دینا یقیناً آپ کی ایک عظیم الشان خدمت قرآن ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن مجید کی خدمت اس رنگ میں بھی کی ہے کہ ایک ایسی فعال عاشق قرآن جماعت قائم فرمائی ہے جس کا کام ہی یہ ہے کہ وہ خود قرآن مجید کے مطالب سمجھیں۔ ان پر عمل کریں۔ دوسروں کو اس کے مطالب سمجھائیں اور دوسروں سے بھی قرآنی احکام پر عمل کروائیں۔ پس جماعت احمدیہ آج اسلام کی جو بے لوث خدمت کر

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش: 2237-0471, 2237-8468

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji
Ph.: 08479-240269, 09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
& AUTO ELECTRICALS
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Battery Re-build & all Vehicles Automobiles, Electrical Job work undertaken
Opp. S.B.H., B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Dt. Yadgir, Karnataka

رہی ہے۔ یہ کام دراصل حضرت مسیح موعودؑ کا ہی شروع کیا ہوا ہے ۔ جس کو آج جماعت احمدیہ آپ کے خلفائے عظام کی راہنمائی میں سر انجام دے رہی ہے۔ خلفاء احمدیت نے جماعت کے احباب کو بار بار قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور اُسے سوچ سمجھ کر پڑھنے اور اس کے معانی اور مطالب اور تفسیر کو سیکھنے اور اس کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کے لیے اپنے خطبات اور خطابات میں متعدد بار تحریکات فرمائیں ہیں اور ایسے پروگرام اور ایسے منصوبے اور سکیمیں جماعت کے سامنے پیش فرمائے تا کہ قرآن مجید کے سیکھنے اور سکھانے کا سلسلہ عام ہو۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں تعلیم القرآن کلاسز کا اجراء فرمایا تا کہ ان کلاسز سے جماعت کے طلباء و طالبات تعلیم حاصل کر کے غیروں کو قرآن کریم کے نور سے منور فرمائیں۔ ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی متعدد بار احباب جماعت کو قرآن مجید پڑھنے پڑھانے اسکے مطالب اور معانی اور اسکی تفسیر سیکھنے کی طرف توجہ دلا چکے ہیں۔ اس لیے ہم سب پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اپنے پیارے امام کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کریں اور اپنی زندگیوں کو قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق بنائیں کیونکہ قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرنا بھی خدمت قرآن کے مترادف ہے۔ اور اس زمانہ میں قرآن مجید کی تلاوت اور اسکے علوم و معارف کا انکشاف اور اس کی خدمت جماعت احمدیہ ہاں جماعت احمدیہ کے سپرد ہے۔

اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

’’تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مخاطب کر کے فرمایا کہ **الخیر کلہ فی القرآن** کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔‘‘

(کشتی نوح)

22 نومبر 1902ء کی رات تین بجے حضور علیہ السلام کو الہام ہوا: ’’مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ نَبْتَلِیْهِ بِذُرِّیَّةٍ فَاسِقَةٍ مُلْحِدَةٍ یَمِیْلُوْنَ اِلَی الدُّنْیَا وَلَا یَعْبُدُوْنَنِیْ شَیْئًا‘‘۔

اس الہام کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

جو شخص قرآن کریم سے کنارہ کرے گا ہم اس کو ایک خبیث اولاد کے ساتھ مبتلا کریں گے جن کی ملحدانہ زندگی ہوگی وہ دنیا پر گریں گے اور میری پرستش سے ان کو کچھ بھی حصہ نہ ہوگا یعنی ایسی اولاد کا انجام بد ہوگا اور توبہ اور تقویٰ نصیب نہیں ہوگا۔ (تذکرہ صفحہ 451)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس فرماتے ہیں:

’’پس ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہیئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں ۔ پھر ترجمہ پڑھیں ۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر پڑھیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’قرآن پڑھنے پڑھانے اور عمل کرنے کے لیے ہے۔ یہی اور یہی ایک ذریعہ اسلام کے دوبارہ احیاء کا ہے۔ اے اپنی فانی اولاد سے محبت کرنے والو اور خدا تعالیٰ سے اُن کی زندگی چاہنے والو! کیا اللہ تعالیٰ کی اس یادگار اور اس تحفہ کی روحانی زندگی کی کوشش میں حصہ نہ لوگے۔ تم اس کو زندہ کرو وہ تم کو اور تمہاری نسلوں کو ہمیشہ کی زندگی بخشے گا۔ اُٹھو کہ ابھی وقت ہے دوڑو کہ خدا کی رحمت کا دروازہ ابھی کھُلا ہے۔‘‘ (سوانح فضل عمر جلد سوم صفحہ 168)

الغرض اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عشاق احمدیت اور خدمت قرآن کا جذبہ رکھنے والی جس جماعت کی بنیاد رکھی تھی وہ آج خلفاء احمدیت کی راہنمائی اور ہدایت میں قرآن مجید کو ہاتھ میں لے کر یورپ، افریقہ، امریکہ اور ایشیا کے ممالک میں یہ عزم محمود لے کر پھیلی ہوئی ہے کہ

پھیلائیں گے صداقت اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں
محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمین کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

حضرات! خدا تعالیٰ نے اس آخری زمانہ میں قرآن مجید کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی غرض سے جماعت احمدیہ کو قائم فرمایا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کے نور کو ساری دنیا میں پھیلانے کے لیے قرآن مجید کی ایک نہایت ہی اہم خدمت جماعت احمدیہ نے سر انجام دی ہے کہ قرآن مجید کے مختلف زبانون میں تراجم کر کے اس کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں دنیا میں ہر طرف ایک انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے ۔ اور مختلف قوموں اور مذاہب کے لوگ قرآن مجید کے حسن و جمال اور اسکی امن بخش تعلیم سے متاثر ہو کر اسلام کی طرف دوڑے چلے آرہے ہیں اور نیک طبعوں پر فرشتوں کا نزول مسلسل جاری ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش تھی کہ یورپ اور امریکہ کے لوگوں میں اسلام کی اشاعت کے لیے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کے بھیجی جائے اور فرمایا کہ:

’’میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 518)

چنانچہ آپ کے مقدس خلفاء کرام نے خدمت قرآن کی اُن راہوں پر جو حضرت مسیح موعودؑ نے تیار کی تھیں بڑے عزم و استقلال کے ساتھ قدم آگے بڑھایا اور آپ کی قائم کردہ بنیادوں پر ایک عالیشان عمارت کھڑی کر کے آپ کی اس خواہش کو بڑی شان سے پورا کرنے کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔

چنانچہ حضرت الحاج مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاول ؓ اپنے آقا کی طرح قرآن کریم کے عظیم عاشق تھے اور آپ کے دل میں بھی شدید تڑپ تھی کہ قرآن مجید کے اسرار اور معارف سے لوگوں کو آگاہی حاصل ہو ۔ چنانچہ آپ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک قرآن مجید کے حقائق و معارف بیان کرنے کے لیے درس و تدریس کا سلسلہ مسلسل جاری رکھا۔

خلافت ثانیہ کے عہد میں جماعت احمدیہ نے اس کام کو وسیع رنگ میں شروع کیا۔ مختلف ممالک میں نئے مشن کھولے گئے ۔ مساجد تعمیر کی گئیں۔ اور متعدد زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کیے گئے ۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ نے 1944ء میں دنیا کی سات مشہور زبانوں انگریزی، روسی، جرمن، فرانسیسی، اطالوی، ڈچ، ہسپانوی اور پرتگیزی زبان میں قرآن مجید کے تراجم کی عظیم الشان تحریک فرمائی اور پھر اپنے عہد خلافت میں اس کی تکمیل کے لیے کامیاب جدوجہد فرمائی۔

خلافت ثالثہ کے دور میں یہ سلسلہ آگے بڑھا اور مزید چار زبانوں ڈینیش، اسپرانٹو، انڈونیشین، اور یوروبا میں مکمل قرآن کریم کے تراجم طبع ہوئے۔ آپ کے عہد میں کئی زبانوں میں لاکھوں کی تعداد میں قرآن مجید شائع ہو کر یورپ، افریقہ، امریکہ، اور ایشیا میں تقسیم ہوئے۔

خلافت رابعہ کے عہد مبارک میں اس کام میں مزید وسعت پیدا ہوئی اور صرف آپ کے اکیس سالہ دور خلافت میں 47 زبانوں میں مکمل قرآن مجید کے تراجم طبع ہوئے اور قرآن مجید کی سنہری اور امن بخش تعلیم کو دنیا کے بیشتر حصہ تک پہنچانے کی جماعت احمدیہ کو توفیق اور سعادت نصیب ہوئی۔ آپ کے دور خلافت میں ایم ٹی اے کا آغاز آپ کا بیش بہا کارنامہ اور بے مثال خدمت قرآن ہے۔

خلافت خامسہ کے انقلاب انگیز بابرکت دور میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نئے تراجم قرآن کریم کی تیاری اور ان کی اشاعت کا یہ کام بلندی کی نئی منزلیں طے کر رہا ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت قرآن کی مقدس نورانی راہوں کی طرف قرآن مجید کے تراجم اور ان کی اشاعت کا مبارک سلسلہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس قدر آگے بڑھ چکا ہے کہ آج دنیا کی 75 زبانوں میں مکمل قرآن مجید کے تراجم کی توفیق خلافت احمدیہ کی برکت سے جماعت احمدیہ کو حاصل ہو چکی ہے۔ ان میں کئی تراجم کے ساتھ اہم آیات پر تشریحی نوٹ اور سورتوں کا تعارف اور مضامین کا تفصیلی انڈیکس بھی شامل ہے۔ اور ان میں بعض تراجم کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

غرض یہ کہ ساری دنیا میں خلافت احمدیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ وہ واحد جماعت ہے جسے دکھوں اور مخالفتوں کے جنگل میں بھی متعدد زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت اور قرآن مجید کے حقائق و معارف دنیا کے سامنے پیش کرنے کی سعادت مل رہی ہے ۔ یہ سب کچھ خلافت احمدیہ کی برکت ہے لیکن برا ہو تعصب کا کہ قرآن مجید کی اتنی بے مثال اور عظیم الشان خدمت کے باوجود جسے تیل اور معدنیات کی دولت سے مالا مال لاکھوں کروڑوں مسلمان بھی نہیں کر سکے جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے خارج اور کافر قرار دیا جاتا ہے۔ اگر قرآن مجید کی خدمت کا فریضہ سر انجام دینا کفر ہے تو خدا کی قسم جماعت احمدیہ سب سے بڑی کافر ہے۔

گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یہ صرف ہم نہیں کہتے بلکہ غیروں کو بھی اس کا اعتراف ہے چنانچہ اخبار المنبر 10 اگست 1957ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ:

’’1954ء میں جب جسٹس منیر انکوائری کورٹ میں تمام مسلم جماعتیں قادیانیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھیں قادیانی عین اُنہی دنوں میں ڈچ اور بعض دوسری غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ قرآن مکمل کر چکے تھے۔ اور انہوں نے انڈونیشیا کے صدر حکومت کے علاوہ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد اور جسٹس منیر کی خدمت میں یہ تراجم پیش کیے۔ گویا بزبان حال و قال یہ کہہ رہے تھے کہ ہم ہیں وہ غیر مسلم اور خارج از ملت اسلامیہ جماعت جو اس وقت جبکہ آپ ہمیں کافر قرار دینے کے لئے پر تول رہے ہیں ہم غیر مسلموں کے سامنے قرآن کو مادری زبان میں پیش کر رہے ہیں۔‘‘

یہ فطرت اپنی اپنی ہے یہ مسلک اپنا اپنا ہے
جلاؤ آشیاں تم ہم کریں گے آشیاں پیدا

مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی ایڈیٹر صدق جدید تحریر فرماتے ہیں:

’’مبارک وہ دین کا خادم جو تبلیغ اشاعت قرآن کے جُرم میں قادیانی احمدی قرار پائے ۔ اور قابل رشک ہے وہ احمدی یا قادیانی جن کا تمغہ امتیاز ہی خدمت قرآن یا قرآنی ترجموں کی طبع و اشاعت کو سمجھ لیا جائے۔‘‘ (صدق جدید 22 دسمبر 1961ء)

پس اس زمانہ میں قرآنی عظمتوں کے قیام کے لیے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو خدمت قرآن کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جس سے لاکھوں کروڑوں مسلمان نہ صرف محروم بلکہ بدقسمتی سے انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ قرآن مجید کا ترجمہ کرنا کفر ہے گویا دوسرے لفظوں میں انہوں نے یہ کہا کہ دیگر اقوام اور مذاہب تک قرآن مجید کا روح پرور پیغام پہنچانا کفر ہے۔ شائد یہی وجہ ہے کہ جب بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآن مجید اور اسلام کی حقانیت کا امن بخش پیغام دوسروں تک پہنچانے کا اقدام کیا جاتا ہے تو چند مفاد پرست اور سیاسی علماء اس

(باقی صفحہ ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 15

اخبار تھے، ان کے ذریعہ سے میڈیا میں بہت کوریج ہوئی ہے اور ایک اندازے کے مطابق پرنٹ میڈیا کے ذریعہ سے ساڑھے پانچ ملین لوگوں تک پیغام پہنچا ہے۔ اور آن لائن میڈیا کے ذریعہ سے پانچ، ساڑھے پانچ ملین تک یہ پرنٹ کے ذریعہ سے، پانچ ملین تک اندازہ ہے محتاط اندازہ، کم از کم پانچ ملین لوگوں تک آن لائن کے ذریعے سے اور ڈیڑھ ملین لوگوں تک ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ سے پیغام پہنچا۔ اور یہ کبھی ہماری کوشش سے نہیں ہوسکتا تھا۔ یہ وہ ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ نے چلائی ہے۔ یہ وہ اظہار ہے جو خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا اظہار ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کی ایک ہلکی سی جھلک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تمہاری نیت نیک ہو، کوشش کرو تو پھر میں اس کے سامان بھی پیدا کرتا ہوں۔ پس اب یہ اُن جماعتوں کا بھی کام ہے کہ اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو آگے بڑھائیں۔

خطبہ جمعہ کے آخر میں سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دورے سے محتاط اندازے کے مطابق بیس ملین سے زیادہ لوگوں تک پیغام پہنچا۔ یا دو کروڑ لوگوں سے زیادہ لوگوں تک یہ پیغام پہنچا۔ یہ انسانی کوشش سے یقیناً نہیں ہوسکتا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی چلائی ہوئی ہوا ہے۔ پس ہمیں خاص طور پر امریکہ میں تبلیغی پروگرام بنانے چاہئیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ تبلیغ کرتے ہوئے نہ اپنی تربیت کو، نہ نئے آنے والے کی تربیت کو بھولنا چاہئے۔ یہ دونوں چیزیں ضروری ہے۔ اور یہ اُس وقت ہوسکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اپنے اعمال کے ذریعہ سے بھی ہم اظہار کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر دو جماعتوں کو، امریکہ کی اور کینیڈا کی اور باقی دنیا کو بھی احسن رنگ میں یہ کام سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہاں میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ یہ نئے تعارف اور راستے جو کھلے ہیں، ان میں دونوں ملکوں میں نوجوانوں کو یا نسبتاً جوانوں کو زیادہ کام کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے۔ پس آئندہ نسل کو پہلے سے بڑھ کر اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ دونوں جگہ پر سیکرٹریانِ خارجہ اور اُن کی ٹیم بھی اللہ کے فضل سے اچھا کام کرنے والی ہے۔ دونوں نے اپنے رابطوں کے ذریعوں سے بڑے وسیع کام کئے ہیں اور یہ جو رستے کھولے ہیں، اب تبلیغ اور تربیت کے شعبوں کا کام ہے کہ ان سے آگے فائدہ اُٹھاتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے اور عاجزی میں پہلے سے زیادہ بڑھائے۔ یہ نہ ہو کہ ایک کام کرکے اپنے آپ پر کسی قسم کا فخر کرنے لگ جائیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی عاجزی اُن میں پیدا ہو جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، انکساری اور عجز بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی سب کو توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆☆

بقیہ: تقریر جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن از صفحہ ۱۲

میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ جب گزشتہ سال ماہ ستمبر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے دہلی میں سہ روزہ قرآن نمائش منعقد کی گئی تو دہلی کے چند سیاسی اور مفاد پرست علماء کو یہ خدمت قرآن گوارا نہ ہوئی۔ بجائے اس کے کہ وہ اس نمائش کا جائزہ لے کر اس پر کوئی تبصرہ کرتے انہوں نے اس کے خلاف احتجاج کرکے اپنی کم مائیگی اور احساس کمتری کا مظاہرہ کیا۔ اور جماعت کی خدمت قرآن میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی۔ نہ خود اس روحانی مائدہ سے استفادہ کیا اور نہ عام مسلمانوں اور عامتہ الناس کو استفادہ کرنے دیا۔ لیکن جماعت احمدیہ تو ان رکاوٹوں اور مخالفتوں کے باوجود دنیا بھر میں خدمت قرآن کا بابرکت فریضہ سر انجام دے رہی ہے اور دیتی چلی جائے گی۔ جب تک ساری دنیا کو اسلام کی امن بخش تعلیم سے روشناس نہ کروالے۔

چنانچہ جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت احمدیہ کو یہ تحریک فرمائی تھی کہ دنیا میں بولی جانے والی ہر ایک زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا جائے تا کہ قرآن مجید کا پیغام ہر انسان تک پہنچ سکے۔ آپ فرماتے ہیں:

”دنیا میں اس وقت تیرہ سو زبانیں بولی جاتی ہیں اور تیرہ سو زبانوں میں ہی قرآن مجید کا ترجمہ ہونا ضروری ہے کیونکہ قرآن مجید انسانوں کے لیے نازل ہوا ہے۔ اور دنیا کا کوئی فرد ایسا نہیں جسے قرآن مجید مخاطب نہیں کرتا۔ پس دنیا کا کوئی فرد ایسا نہیں ہونا چاہیئے جس کی زبان میں اسے اس کا ترجمہ نہ کردیں تا کہ کوئی فرد یہ نہ کہہ سکے کہ اے اللہ تو نے مجھے فلاں زبان بولنے والوں میں پیدا کیا تھا اور قرآن کریم تو عربی زبان میں ہے۔ پھر میں قرآن کریم کس سے سیکھتا۔“ (تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ 331)

پس جماعت احمدیہ خدمت قرآن کی راہ میں حائل ہر مشکل اور ہر رکاوٹ کے باوجود اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نگرانی میں اس اہم خدمت کو سر انجام دینے کی کوشش کر رہی ہے اور اس وقت تک دم نہیں لے گی جب تک قرآن مجید کو تمام انسانوں کے سامنے ان کی مادری زبانوں میں پیش نہ کردے۔ انشاء اللہ۔ پس اے وہ تمام لوگو جو خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہو اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو تو آؤ اور مسیح محمدی کی جماعت میں شامل ہو کر خدمت قرآن کے مقدس فریضہ میں اپنا حصہ ڈالو قبل اس کے کہ یہ آواز آئے:

اے بے خبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآئد فلاں نہ ماند

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 16

کا بھی اظہار فرما دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور آپ کے غلامِ صادق کی یہ بات کہ خلافت اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے دور میں دائمی ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے اور آئندہ بھی یہ نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاری رہے گا، انشاء اللہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خلافت سے فیض پانے والوں کی بعض نشانیاں بتائی ہیں جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے ان تمام باتوں کا نقشہ بھی کھینچ دیا ہے جو خلافت سے فیض پانے والوں کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب مؤمنوں کو فیصلوں کے لئے اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو اُن کا جواب یہ ہوتا ہے کہ ”سمعنا واطعنا“ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ فرمایا کہ یہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں، یہی ہیں جو کامیابیاں دیکھنے والے ہیں۔ پس یہاں صرف عبادتوں اور خالص دین کی باتوں کا ذکر نہیں ہے بلکہ جیسا کہ قرآنِ کریم کا دعویٰ ہے کہ اس میں جہاں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی تفصیل ہے، وہاں حقوق العباد کی بھی تفصیل ہے، معاشرتی نظام کی بھی تفصیل ہے، حکومتی نظام کی بھی تفصیل ہے، قرآنِ کریم ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ پس یہاں اُن لوگوں کے لئے بھی تنبیہ ہے جو اپنے دنیاوی معاملات اور جھگڑے باوجود جماعت کے نظام کے نظامِ جماعت کے سامنے انکار کرتے ہیں اور ملکی عدالت میں لے جاتے ہیں۔ خاص طور پر جو عائلی اور گھریلو میاں بیوی کے مسائل ہیں۔ اسی طرح بعض اور دوسرے معاملات بھی ہیں، اور بدنیتی کا ایسے لوگوں کی اُس وقت پتا چلتا ہے کہ جب پہلے انکار کرتے ہیں کہ جماعت میں معاملہ نہیں لایا جائے۔ اور جب عدالت میں اُن کے خلاف فیصلہ ہوتا ہے یا وہ کچھ نہ ملے جو وہ چاہتے ہیں تو پھر جماعت کے پاس آجاتے ہیں۔ یہی باتیں ہیں جو کسی کی کمزوریٔ ایمان کا اظہار کر رہی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مؤمن وہی ہیں جو اپنے معاملات خدا اور اُس کے رسول کے فیصلوں کے مطابق طے کرتے ہیں اور نظامِ جماعت کوشش بھی کرتا ہے، اُس کو چاہئے بھی کہ اُن کے فیصلے خدا اور اُس کے رسول کے فیصلوں کے مطابق ہوں۔ یہاں میں نظامِ جماعت کے اُس حصہ کو بھی تنبیہ کرنا چاہتا ہوں جو بعض اوقات گہرائی میں جاکر قرآن اور سنت کے مطابق فیصلہ نہیں کر رہے ہوتے۔ وہ بھی گنہگار ہوتے ہیں اور نظامِ جماعت اور خلافت سے کسی کو دور کرنے کی وجہ بھی بن رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کا یہ کام انصاف کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا بھی رکھا ہے۔ آجکل جماعت میں اتنی وسعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیدا ہوچکی ہے کہ خلیفہ وقت کا ہر جگہ پہنچنا اور ہر معاملے کو براہِ راست ہاتھ میں لینا ممکن نہیں ہے۔ اور جوں جوں انشاء اللہ ترقی ہوتی جائے گی جماعت کی، اس میں مزید مشکل پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ تو جو کارکن اور عہدے دار مقرر کئے گئے ہیں۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے فیصلہ نہیں کریں گے، اپنے کام سرانجام نہیں دیں گے۔ تو وہ خلیفہ وقت کو ہی بدنام کر رہے ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے آگے خود بھی گنہگار بن رہے ہوں گے اور خلیفہ وقت کو بھی گنہگار بنا رہے ہوں گے۔ پس خاص طور پر قاضی صاحبان اور ان عہدے داران اور امراء جن کے سپرد فیصلوں کی ذمہ داری بھی ہے، اُن کو انصاف پر قائم رہتے ہوئے خلافت کی مضبوطی کا باعث بھی بننے کی کوشش کرنی چاہئے اور مضبوطی کا باعث بنیں، ورنہ وہی لوگ ہیں جو بظاہر عہدے دار ہیں اور خلافت کے نظام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی جماعت کے بارے میں جو توقعات ہیں، اُن کو پورا، اُس میں پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خلافت احمدیہ سے سچا اور وفا کا تعلق قائم فرمائے۔ اطاعت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی عبادتوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ خلافت کے انعام سے ہمیشہ سب فیضیاب ہوتے رہیں۔ ❀❀❀

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
نسخہ سرمہ نور و کاجل اور حبّ اٹھرہ و زدجام عشق کیلئے رابطہ کریں

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)
عبدالقدوس نیاز (موبائل) 098154-09445

ADEEBA APPAREL'S
Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan
Farash Khana Delhi- 110006
Tanveer Akhtar 08010090714,
Rahmat Eilahi 09990492230

نظام جماعت کے ساتھ ہمیشہ چمٹے رہو
(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

بقیہ: اداریہ از صفحہ ۲

پہنچ گئیں۔ اسی موقع پر شری رام چندر جی مہاراج نے راون کے چھوٹے بھائی ’’وبھیشن‘‘ کو کہا،

मरणान्तानि वैराणि निर्वृत्तं न: प्रयोजनम्।
क्रियतामस्य संस्कारो ममाप्येष यथा तव।।25।।

(یدھ کانڈ سرگ ۱۰۹ شلوک ۲۵)

ترجمہ: وبھیشن دشمنی زندہ رہنے تک ہی رہتی ہے۔ مرنے کے بعد اُس دشمنی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے اب تم اسکی تجہیز و تکفین کے سامان کرو۔ اس وقت جیسے یہ تمہارے لیے بھی قابل محبت و احترام ہے اُس طرح میرے لیے بھی قابل احترام ہے۔

ہر حال میں عبادت الٰہی میں مصروف

شری رام چندر جی مہاراج کی عبادت کے حوالہ سے قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے کہ آپ ہر روز خود اپنی اہلیہ سیتا جی اور اکثر اپنے بھائی لکشمن کے ساتھ کُش کی چٹائی پر بیٹھ کر ’’نارائن‘‘ کی عبادت یعنی ’’سندھیا اُپاسنا‘‘ کیا کرتے تھے۔ آپ ابھی عبادت کے انتہائی پابند تھے۔ ہر حال میں ایشور سے لو لگانا اور اُس کی عبادت کا حق بجالانا آپ کی زندگی کا معمول تھا۔ سکھ، دُکھ، رنج، راحت عسر یسر ہر حالت میں آپ اپنا فریضہ بروقت ادا کیا کرتے تھے۔ جنگ کے میدان میں بھی جہاں زندگی کا کوئی علم نہیں کہ کب ختم ہو جائے آپ ہر دن عبادت الٰہی میں مصروف رہتے بلکہ اس بات کیلئے فکر مند ہوا کرتے تھے کہ کہیں میری عبادت نہ چھوٹ جائے چنانچہ بالمیکی رامائن یُدھ کانڈ میں درج ہے کہ

एवं विलपतस्तस्य तत्र रामस्य धीमत:।
दिनक्षयान्मन्दवपुर्भास्करोऽस्तमुपागमत्।।22।।
आश्वासितो लक्ष्मणेन राम: संध्यामुपासत।
स्मरन् कमलपत्राक्षीं सीतां शोकाकुलीकृत:।।23।।

(یدھ کانڈ سرگ ۵ شلوک ۲۲۔۲۳)

ترجمہ: عقل مند شری رام چندر جی کمل جیسی آنکھوں والی سیتا جی کو یاد کر کے غمگین اور دُکھی ہوتے ہوئے بھی یہ دیکھ کر کہ دن ختم ہونے کی وجہ سے سورج کی روشنی کم ہو رہی ہے اور وہ ڈوبنے والا ہے، لکشمن کے دلاسہ دینے پر ’’سندھیا اُپاسنا‘‘ شام کی عبادت میں لگ گئے۔

قارئین کرام! شری رام چندر جی مہاراج گھر میں ہوں جنگل میں دوران سفر پر ہوں۔ میدان جنگ میں ہوں سندھیا اُپاسنا یعنی ایشور کی عبادت سے کبھی غافل نہیں ہوتے تھے۔ حقیقت یہی ہے کہ عظیم انسان ہر حال میں راضی بہ رضا اور اپنے پیدائش کے مقصد عبادت الٰہی کو سامنے رکھتے ہیں۔

عہد کو پورا کرنا

بالمیکی رامائن کے مطالعہ سے شری رام چندر جی کی زندگی کے واقعات میں ایک اہم بات یہ پتہ چلتی ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے وعدوں کو پورا کیا کرتے تھے۔ یعنی ایفائے عہد کیلئے تیار رہتے تھے۔ اس کے لیے چاہے آپ کو جتنی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے آپ اپنے عہد سے کبھی پیچھے نہیں ہٹے۔ بالمیکی رامائن میں لکھا ہے کہ رام چندر جی کے والد محترم نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنی اہلیہ کیکئی کو دو باتیں پوری کرنے کا وعدہ کیا اور اس پر کیکئی نے یہ دو باتیں چاہیں۔ اوّل: شری رام چندر جی کو ۱۴ سال کیلئے جنگلوں میں دیس نکالا۔ دوسرا اُس کے بیٹے بھرت کو گدی کا وارث قرار دینا۔ راجہ دشرتھ نے اپنے عہد کو پورا کرنے کیلئے یہ دو باتیں کہہ تو دیں مگر پھر باپ کے دل میں بیٹے کی محبت نے جوش مارا اور اُنہوں نے شری رام چندر جی کو بلا کر کہا کہ ’’بیٹا رام! تم مجھے قید کر کے ایودھیا کے تخت پر بیٹھ جاؤ مگر جنگل جانے کا خیال دل سے نکال دو، تب شری رام چندر جی جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ

नैवाहं राज्यमिच्छामि न सुखं न च मेदिनीम्।
नैव सर्वानिमान् कामान् न स्वर्गं न च जीवितुम्।।47।।
त्वामहं सत्यमिच्छामि नानृतं पुरुषर्षभ।
प्रत्यक्षंतव सत्येन सुकृतेन च ते शपे।।48।।
न च शक्यं मया तात स्थातुं क्षणमपि प्रभो।
स शोकं धारयस्वेमं नहि मेऽस्ति विपर्यय:।।49।।

(ایودھیا کانڈ سرگ ۳۴ شلوک ۴۷۔۴۸۔۴۹)

ترجمہ: مجھے نہ تو اس حکومت کی خوشی و مسرت ہے، نہ زمین کی، نہ ان سارے عیش و آرام کی، نہ جنت کی اور نہ زندگی کی ہی خواہش ہے۔ میرے من میں اگر کوئی خواہش ہے تو یہی ہے کہ آپ صادق القول بنیں۔ آپ کا وعدہ جھوٹا نہ قرار پائے۔ یہ بات میں آپ کے سامنے سچائی اور اچھے اعمال کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اے میرے والد محترم اب میں یہاں ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ اسلئے آپ اس دکھ کو اپنے اندر ہی دبا لیں۔ میں اپنے عزم کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔

ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں۔ (ایودھیا کانڈ سرگ ۱۱۲ شلوک ۱۸)

लक्ष्मीश्चन्द्रादपेयाद् वा हिमवान् वा हिमं त्यजेत्।
अतीयात् सागरो वेलां नप्रतिज्ञामहं पितु:।।18।।

ترجمہ: چاند سے اس کی روشنی الگ ہو جائے، ہمالیہ پہاڑ یعنی برف کو چھوڑ دے یا سمندر اپنی حد کو پار کر کے آگے بڑھ جائے لیکن میں والد کا عہد وفا نہیں توڑ سکتا۔ اور اس بات کا اعلان کیا کہ رام خود بھی صادق القول اور سچ بولنے والا ہے۔ چنانچہ اپنے بارہ میں ایودھیا کانڈ سرگ ۱۸ شلوک ۳۰ میں یہ دعویٰ کیا کہ:۔

रामो द्विर्नाभिभाषते।।30।। یعنی رام دو طرح کی بات نہیں کرتا ہے۔

بھائیوں دوست احباب کے خیر خواہ:

بالمیکی رامائن کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ شری رام چندر جی مہاراج ہر روز اپنے دوست احباب اور اہل شہر کی خیر خیریت اور حال واحوال دریافت کیا کرتے تھے۔ اُن ک دکھوں میں اُن سے بھی زیادہ دُکھی اور غم محسوس کیا کرتے تھے اور خوشیوں میں مہربان والد کی طرح خوش ہوا کرتے تھے۔ مہارشی بالمیکی لکھتے ہیں کہ

व्यसनेषु मनुष्याणां भृशं भवति दु:खित:।।40।।
उत्सवेषु च सर्वेषु पितेव परितुष्यति।
सत्यवादी महेष्वासो वृद्धसेवी जितेन्द्रिय:।।41।।

(والمیکی رامائن ایودھیا کانڈ سرگ ۲۔ شلوک ۴۰۔۴۱)

ترجمہ: شہر کے لوگوں پر مصیبت آنے پر وہ بہت دکھی ہو جاتے ہیں اور اُن سب کے گھروں میں سب طرح کے تہوار ہونے پر اُنہیں والد کی طرح خوشی ہوتی ہے۔

شری رام چندر جی کی زندگی عوام کی فلاح و بہبود کیلئے وقف نظر آتی ہے ایک جگہ پر وہ خود کہتے ہیں کہ

भ्रातृणां संग्रहार्थं च सुखार्थं चापि लक्ष्मण।
राज्यमप्यहमिच्छामि सत्येनायुधमालभे।।6।।
नेयं मम मही सौम्य दुर्लभा सागराम्बरा।
नहीच्छेयमधर्मेण शक्रत्वमपि लक्ष्मण।।7।।
यद् विना भरतं त्वां च शत्रुघ्नं वापि मानद।
भवेन्मम सुखं किंचिद् भस्म तत् कुरुतां शिखी।।8।।

(شلوک ایودھیا کانڈ ۹۷ سرگ شلوک ۶۔۷۔۸)

ترجمہ: لکشمن! میں بھائیوں کی خوشی کیلئے ہی حکومت کی خواہش کرتا ہوں اور اس بات کی سچائی کیلئے میں اپنا ہتھیار (کمان) چھو کر قسم کھاتا ہوں۔ لکشمن سمندر سے گھری ہوئی یہ زمین میرے لیے حاصل کرنا مشکل نہیں ہے مگر میں غلط بیانی اور ادھرم سے اندر کا تخت حاصل کرنے کی بھی خواہش نہیں کرتا۔ بھرت شتروگھن اور تمہیں چھوڑ کر مجھے اگر کوئی خوشی حاصل ہوتی ہے تو اُس میں آگ لگ جائے اور جل کر راکھ ہو جائے۔

اپنی سوتیلی والدہ کیکئی کی بھی آپ خیر خواہی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کیکئی ہی تھی جس کی وجہ سے آپ کو چودہ سال جنگلوں میں گزارنے پڑے لیکن اُس کا عمل شری رام چندر جی کو اُن کے فرض سے پیچھے نہ ہٹا سکا۔ چترکوٹ سے بھرت کو ایودھیا واپس لوٹاتے وقت وہ اپنی اور سیتا جی کی قسم دیکر کہتے ہیں کہ

मातरं रक्ष कैकेयीं मा रोषं कुरु तां प्रति।।27।।
मया च सीतया चैव शाप्तोऽसि रघुनन्दन।

(ایودھیا کانڈ۔ ۱۱۲ کانڈ شلوک ۲۷)

ترجمہ: رگھو کے بیٹے! میں تمہیں اپنی اور سیتا کی قسم دلا کر کہتا ہوں کہ تم والدہ کیکئی کی حفاظت کرنا اُن پر کبھی غصہ نہ کرنا۔ چنانچہ ایودھیا کانڈ سرگ ۲۶ شلوک ۳۲ میں کہا کہ

स्नेहप्रणयसम्भोगै: समा हि मम मातर:।।32।।

ترجمہ۔ پیار محبت اور تعلیم و تربیت کی نظر سے ساری والدین میرے لیے ایک برابر ہیں۔

قارئین کرام! شری رام چندر جی مہاراج کی زندگی کے یہ کچھ بہترین قابل نصیحت واقعات آپ کی خدمت میں اختصار سے پیش کیے گئے ہیں۔ ان کا مقصد یہی ہے کہ شری رام چندر جی اپنے زمانہ کے ایک عظیم رہنماء گزرے ہیں۔ آپ کے واقعات صدیاں گزرنے کے بعد بھی دل میں آپ کیلئے عزت و احترام کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ شری رام چندر جی مہاراج کی تعریف و توصیف صدیوں سے ہندوستان میں ہو رہی ہے اور اُمید ہے کہ آئندہ بھی ہوتی رہے گی۔ آپ کی تعریف و توصیف میں آپ کے معتقدین نے مرور زمانہ سے بے شک مبالغہ کیا ہے اور اُسے حقیقت سے کوسوں دور لے گئے ہیں۔ لیکن آج بھی بالمیکی رامائن میں ہمیں آپ کی اعلیٰ و بلند اخلاقی تعلیمات کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ آپ سے محبت و عقیدت کا یہ عالم ہے کہ سارے ہندوستان میں عموماً آپ کی زندگی کو جاننے سمجھنے کیلئے ہر سال ہندوستان میں ’’رام لیلائیں‘‘ منائی جاتی ہیں۔ جس میں آپ کی زندگی کے مختلف واقعات اسٹیج پر ڈرامہ کی شکل میں پیش کیے جاتے ہیں۔ انشاء اللہ بالمیکی رامائن کی روشنی میں اگلی قسط میں آپ کی کچھ اعلیٰ اخلاقی تعلیمات پیش کی جائیں گی۔ (جاری)

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ امریکہ وکینیڈا میں افضالِ الٰہیہ کے نزول کا ایمان افروز تذکرہ اور غیر از احباب جماعت کے تاثرات

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 31 مئی 2013 بمقام مسجد بیت الفتوح موڈرن۔لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل تلاوت فرمائی: واما بنعمت ربك فحدث۔

اور تو اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرتا رہ۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں دنیاوی بھی ہیں اور دینی بھی اور روحانی بھی، دنیاوی نعمتیں تو ہر ایک کو بلا تخصیص عطا ہوتی ہیں، جو لوگ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں، خدا تعالیٰ پر ایمان لانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کو ہر نعمت کا منبع سمجھنے والے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی دنیاوی نعمتوں کا بھی شکر ادا کرتے ہیں۔ جہاں اُس کا اظہار اپنی ذات پر کرتے ہیں وہاں دنیا کو بھی بتاتے ہیں کہ یہ نعمت محض اور محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ملی ہے۔ لیکن ان دنیاوی نعمتوں کے علاوہ دینی اور روحانی نعمتیں بھی ہیں۔ اور ایک مسلمان اور حقیقی مسلمان اور اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے غلام جو یقیناً ہم احمدی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو بھی حاصل کرنیوالے بنے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کے اس فضل اور انعام کو بیان کرنا اور اس کا اظہار ایک احمدی پر فرض ہے۔ جس کا ایک طریق تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی گزارنا ہے۔ اور دوسرے دنیا میں یہ ڈھنڈورا پیٹنا ہے اور تبلیغ کرنا ہے کہ یہ نعمت، یہ نور جو ہمیں ملا ہے، آؤ اور اس سے حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنو۔ کہ یہی نورِ خدا ہے، یہی تمہاری بقاء ہے، یہی دنیا کی بقاء ہے، یہی تمہاری اور دنیا کی دنیا و عاقبت سنوارنے کے سامان ہیں۔ اور پھر اس پیغام کو پہنچانے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے جو کھلتے ہیں، ہماری تھوڑی سی کوششوں کو جو اللہ تعالیٰ بے انتہا نوازتا ہے، ہم اللہ تعالیٰ کے دین کا پیغام پہنچانے کا جو ذریعہ بنتے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ کے کئی گنا بڑھ کر ہماری توقعات سے بہت زیادہ جو فضل ہوتے ہیں، یہ ایک اور اللہ تعالیٰ کے پیار اور اُس کی نعمت کا اظہار ہے، جو پھر ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ذکر اور اُس کی شکر گزاری کے اظہار کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

پس ایک حقیقی مؤمن کو اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث بنتے چلے جانے کے لئے اس مضمون کے حقیقی ادراک کی ضرورت ہے۔ اس زمانے میں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے بھیجا تو اپنی خاص تائیدات سے بھی نوازا۔ اپنے نشانات سے بھی نوازا جو روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو رہے ہیں اور، جس کے نظارے ہم دیکھتے چلے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی آپ کو بتا دیا تھا کہ تم میری نعمتوں کا احاطہ نہیں کرسکو گے، اُن کو گن نہیں سکو گے۔ پس اللہ تعالیٰ کا جب بھی ہم پر فضل ہوتا ہے۔ اُس کا بیان اور اظہار ہم اس حکم کے مطابق کرتے ہیں اور کرنا چاہئے، لیکن عاجزی اور انکسار کے ساتھ، نہ کہ اپنی کسی بڑائی کو بیان کرتے ہوئے۔

سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ دنوں میں امریکہ اور کینیڈا کے دورے پر تھا۔ وہاں مختلف پروگرام غیروں کے ساتھ بھی ہوتے رہے، اللہ تعالیٰ نے اسلام کا صحیح پیغام پہنچانے کی توفیق بھی عطا فرمائی اور اتنے وسیع پیمانے پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پیغام پہنچا کہ اس کا تصور بھی وہاں مقامی جماعت کے انتظام کرنے والوں کو خود بھی نہیں تھا۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے فضل ہے، نہ کسی کی کوشش، جس کا اظہار پھر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بناتا ہے۔ اس حوالے سے میں دورے کے مختلف حالات آج بیان کروں گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ میرے دورے سے اس مرتبہ امریکہ وکینیڈا کے west cost میں جماعت کا تعارف ہوا۔ وہاں ایک ہوٹل میں جماعت نے ایک reception بھی رکھی ہوئی تھی جس میں مختلف طبقات کے لوگ خاصی تعداد میں شامل تھے۔ انتظامیہ کا خیال تھا کہ دنیا دار لوگ ہیں۔ شاید زیادہ نہ آئیں، لیکن آخری دن تک آنے والوں کی اطلاع آتی رہی۔ اور اتنے زیادہ لوگوں کی اطلاع تھی کہ انتظامیہ بھی پریشان ہوتی رہی۔ اس function میں مَیں نے الحمد للہ رب العالمین کی مختصر وضاحت کی اور اس حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت کے لئے محبت وشفقت اور آپ کے اسوے کے بعض پہلو بیان کئے اور یہ بتایا کہ یہ اسلامی تعلیم ہے اور یہ اسوہ ہمارے لئے بھی نمونہ ہے۔ بہر حال اس تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوے کے حوالے سے ماحول پر ایک خاص اثر تھا۔ ہر ایک نے اظہار کیا کہ یہ اسلام کی تعلیم ہے تو یقیناً اس کا پرچار ہونا چاہئے، اس کو پھیلنا چاہئے، اس کی آجکل کی دنیا کو ضرورت ہے۔ اور یہ صرف ظاہری دکھاوا نہیں تھا اُن لوگوں کا۔ میرے پاس آکر بار بار بعضوں نے اظہار کیا۔ پھر ایم ٹی اے پر اپنے خیالات کا اظہار بھی انہوں نے ریکارڈ کروایا۔ تو چند ایک اُن میں سے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ گیارہ مئی کو یہ function ہوا تھا اور اس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے لوگ تھے جن کی تعداد 251 تھی۔ اور ان کو جب اسلام کی، امن کی، باہمی محبت کی، احترام کی اور دنیا میں انصاف کرنے کی تعلیم کے بارے میں بتایا گیا تو انہوں نے اس پیغام کو بڑا سراہا۔

سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ اس تقریب میں یو ایس کانگریس کے پانچ ممبران تھے، میڈیا سے تعلق رکھنے والے، چودہ تھے۔ کچھ اور پڑھے لکھے مہمان تھے، سترہ مختلف شعبوں کے افسران تھے سرکاری، ملٹری کے آفیسرز تھے۔ سینتیس پروفیسرز یونیورسٹیوں کے تھے۔ این جی اوز کے لوگ تھے کافی تعداد میں۔ تیرہ ڈپلومیٹس تھے اور مختلف پروفیشن کے لوگ تھے، انتیس مختلف مذاہب کے لیڈر تھے۔ پھر اسی طرح مختلف پڑھا لکھا طبقہ تھا، تھنک ٹینک کے لوگ تھے۔ پولیس فورسز اور آرم فورسز کے لوگ تھے۔ تو ایک اچھا خاصہ یہ طبقہ تھا جن تک یہ پیغام پہنچا۔

ایک شامل ہونے والے نے اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا کہ ''میرا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جو انہوں نے اپنی تقریر میں نکتہ نظر پیش کیا کہ محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں اور دوسروں کے لئے کھلے دل سے قبولیت کے جذبات اور ایک خدا اور ہم سب کا ایک خدا اور ہر لفظ جو اُن کے ہونٹوں سے نکل رہا تھا، سچ تھا۔ اُن کا عالمی امن کا پیغام اور دنیا کو نیوکلیئر جنگ سے بھی متنبہ کرنا ایک ایسی بات ہے جو عالمی لیڈروں کے سننے اور توجہ دینے کے لئے بہت اہم ہے۔ یہ یقیناً اسلام کی تعلیم جو ہے وہ سچ اور روشن ہے جو غیروں کو بھی چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔

پھر امریکہ کی مشہور مسلم تنظیم ہے، muslim public affairs council'' ، اس کی ڈائریکٹر صاحبہ تھیں، وہ کہتی ہیں کہ اس تقریب میں شمولیت سے بحیثیت مسلمان مجھ میں حرارت پیدا ہوئی ہے۔ آپ سب کو بیحد مبارک ہو، اس پروگرام پر جو ہفتے کے روز منعقد ہوا، ایک نئے جذبے اور جوش کے ساتھ تروتازہ ہو کر اس مجلس سے اُٹھی ہوں۔ پھر کہتی ہیں کہ خطاب بڑا فصیح اور مؤثر تھا اور وقت کی ضرورت تھا۔ مجھے اس امر کی خوشی ہے کہ انہوں نے، یعنی میرا حوالہ دے رہی ہیں کہ خدا کے رسول کے خلاف کئے جانے والے سارے اعتراضات کو نہایت خوبی سے ایڈریس کیا۔ متعدد مقررین اس موضوع سے اپنا دامن کترا کر چلے جاتے ہیں اور کوئی معقول جواب نہیں دیتے۔ مگر انہوں نے نہایت مدلل طور پر اُن تمام اعتراضات کا براہِ راست جواب دیا اور وہ بھی ایسی تقریب میں جہاں بڑی تعداد میں بہت اعلیٰ حیثیت کے معززین بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر ایک مہمان نے کہا کہ امن کے قیام کے بارے میں ایسا ایڈریس میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں سنا۔ یہ سیدھا ہمارے دلوں تک پہنچا ہے۔

پھر ایک مہمان دوست Dr. Fred ہیں، انہوں نے کہا کہ جو مذہب کی جو تصویر آپ نے پیش کی ہے اس کے متعلق میرا علم بہت کم تھا۔ مذہب کے متعلق آپ کے الفاظ میری سوچ کی عکاسی کر رہے تھے۔ ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں'' کا پیغام بہت زبردست تھا۔ ایک دوسرے کو اس طرح قبول کرنا کہ صرف ایک خدا ہے جو اُس کا خدا ہے وہی میرا خدا ہے۔ یہ پیغام امن کی ضمانت ہے۔ پھر کہتے ہیں۔ قیامِ امن کے لئے ان کوششوں اور ایٹمی جنگ کے انتباہ پر دنیا کے حکمرانوں کو کان دھرنے چاہئیں۔

سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ Los Angeles میں دو بڑے اخباروں نے ''Los Angeles Times'' اور ''wall street journal'' انہوں نے بھی میرے انٹرویو لئے تھے اور وہاں بھی اسلام کے حوالے سے ہی زیادہ باتیں ہوتی رہیں۔ پھر پہلا سوال اُس نے یہ کیا تھا کہ آپ اسلام کے پُرامن پیغام کو کیسے پھیلا سکتے ہیں جبکہ بعض مسلمانوں کے تشدد اور دہشت گردی کے واقعات کی وجہ سے اسلام کا بہت بُرا تاثر پیدا ہوا ہے۔ آپ اس تاثر کو دور کرنے کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ اس پر میں نے اُن کو جواب دیا تھا کہ حقیقی اسلام تو امن کا پیغام ہے۔ اسلام کے معنی امن اور سلامتی ہیں۔ اور یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آخری زمانے میں مسیح موعود اور امام مہدی جس نے آنا تھا، اور وہ جس کو ہم مانتے ہیں، وہ آ گیا۔ اور صرف مسلمانوں کو نہیں بلکہ ساری دنیا کو اسلام کی سچی اور صحیح تعلیمات سے منور کرنا ہے۔ اسلام کی امن اور آشتی اور اس کی تعلیم سے دنیا کو آگاہ کرنا ہے چنانچہ اس زمانے میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام تشریف لائے اور آپ نے اُن پیشگوئیوں کے مطابق سچی تعلیم کو دنیا کو بتایا اور ہم آگے بتا رہے ہیں۔

پھر کہتی ہیں مجھے کہ آپ کا پیغام امن کا ہے، یہ پھیل کیوں نہیں رہا۔ اُس کو میں نے بتایا کہ ہمارا پیغام تو پھیل رہا ہے اور آہستہ آہستہ دنیا اس کو قبول کر رہی ہے۔ اگر موجودہ نسلیں دین کو قبول نہیں کریں گی تو آئندہ نسلیں قبول کرلیں گی۔ ہم تو ہمت سے اس پیغام کو پہنچاتے چلے جا رہے ہیں اور ہم نے ہمت نہیں ہارنی۔ اور اس کو میں نے کہا اگر آپ لوگوں کے دل نہ جیت سکے تو آپ کی اولادوں کے دل انشاء اللہ تعالیٰ ہم ضرور جیتیں گے۔

بہر حال امریکہ میں یہ wall street journal اور Los Angeles Times اور chicago times اور دوسرے بہت سارے

(باقی صفحہ 13 ر ملاحظہ فرمائیں)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9464066686
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 62 Thursday 13 June 2013 IssueNo.24

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar

27 مئی یوم خلافت کے حوالہ سے قرآن مجید، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں مقام خلافت اور خدائی تائید ونصرت کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24مئی 2013 بمقام کینیڈا

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورہ نور کی آیات ۵۲ تا ۵۷ کی تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

مومنوں کا قول جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے، یہ ہوتا ہے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اور یہی ہیں جو مراد پا جانے والے ہیں۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس کا تقوی اختیار کرے تو یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ اور انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں کھائیں کہ اگر تو انہیں حکم دے تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔ تو کہہ دے کہ قسمیں نہ کھا۔ دستور کے مطابق عمل کرو، طاعت در معروف کرو۔ یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ کہہ دے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم پھر جاؤ تو اس پر صرف اتنی ہی ذمہ داری ہے جو اس پر ڈالی گئی ہے اور تم پر بھی اتنی ہی ذمہ داری ہے جتنی تم پر ڈالی گئی ہے۔ اور اگر تم اس کی اطاعت کرو تو ہدایت پا جاؤ گے۔ اور رسول پر کھول کھول کر پیغام پہنچانے کے سوا کچھ ذمہ داری نہیں۔ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جبکہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوۃ کو ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مئی کے مہینہ میں جماعت احمدیہ کے لئے ایک خاص دن ہے۔ یعنی 27 رمئی کا دن جو یومِ خلافت کے طور پر جماعت میں منایا جاتا ہے۔ 26 رمئی 1908ء کا دن جماعت احمدیہ کے لئے ایک دل ہلا دینے والا دن تھا، بہتوں کے ایمانوں کو لرزا دینے والا دن تھا۔ دشمن کے لئے افرادِ جماعت کے دلوں اور جذبات کو ٹھیس پہنچانے کا دن تھا۔ تاریخ احمدیت میں دشمنانِ احمدیت کی ایسی ایسی حرکات درج ہیں کہ حیرت ہوتی ہے، پڑھ کر کہ کوئی انسان اس حد تک بھی گر سکتا ہے۔ جیسی حرکتیں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے وقت کیں۔ کجا یہ کہ مسلمان کہلا کر اپنے آپ کو رحمت للعالمین کی طرف منسوب کر کے پھر ایسی حرکات کی جائیں۔ لیکن بہر حال ہر ایک اپنی فطرت کے مطابق اُس کا اظہار کرتا ہے، لیکن پھر اللہ تعالیٰ کی بھی اپنی قدرت چلتی ہے۔ اُس کے وعدے پورے ہوتے ہیں۔ 27 رمئی کا دن جماعت احمدیہ کے لئے تسکین اور امن کا پیغام بن کر آیا۔ خدا تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے کئے گئے وعدے کے پورا ہونے کی خوشخبری لے کر آیا اور دشمن کو اُس کی آگ میں جلانے والا بن کر آیا۔ اُسے خوشیوں پامال کرنے کا دن بن کر آیا۔

پس جماعت احمدیہ کے لئے یہ دن کوئی عام دن نہیں ہے۔ اس دن کی بڑی اہمیت ہے۔ اور اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو بھی دیکھتے ہیں۔ امتِ مسلمہ کی اکثریت بڑی حسرت سے جماعت کی طرف دیکھتی ہے، بلکہ حسرت سے زیادہ حسد سے کہنا چاہئے۔ دیکھتی ہے کہ ان میں خلافت قائم ہے اور اپنے میں یہ قائم کرنے کے لئے کئی دفعہ اپنی سی کوشش کر چکے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ہمیشہ ناکام رہے ہیں۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح حکم اور ہدایت کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تھا کہ جب مسیح موعود اور مہدی موعود کا ظہور ہوگا تو اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر برف کے تودوں پر گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے بھی جانا پڑے تو اُس کے پاس جانا اور میرا سلام کہنا۔

سیدنا حضور انور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے حوالہ سے اُمت مسلمہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کی خوشخبری یہاں دیتے ہوئے فرمایا کہ قرآن مجید کی آیت آخرین منھم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آخری زمانے میں مبعوث ہونے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا قرار دیا۔ گویا آنے والا مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہو کر، آپ کے ظل کے طور پر مبعوث ہو کر نبوت کا مقام پائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تشریح میں حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر یہ بھی فرمایا کہ آنے والا ان لوگوں میں سے ہوگا یعنی غیر عربوں میں سے ایمان کے غائب ہونے اور ثریا پر چلے جانے کی نشانی بھی بتا دی۔ جس کو یہ تمام علماء تسلیم بھی کرتے ہیں۔

پس یہ نشانی یا نشانوں کا پورا ہوتا بھی دیکھتے ہیں اور یہ نشانوں کا پورا ہونا بتاتا ہے کہ آنے والا مسیح موعود یقیناً وقت پر آیا۔ یہاں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام خاتم الخلفاء ہونے کی حیثیت سے اُس خلافت کی انتہا تک پہنچے جو منہاج نبوت کا اعلیٰ ترین معیار تھا۔ یا آپ اُس مقام پر فائز ہوئے جو منہاج نبوت کا اعلیٰ ترین معیار تھا۔ اور مسیح موعود ہونے کی حیثیت سے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہونے کی وجہ سے ظلّی نبی بھی بنے اور یوں خلافت کا جو نظام آپ کے ذریعے سے آگے چلا، وہ آپ کے طریق پر جو دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منہاج پر قائم ہے جس کا کام قرآنِ کریم کی شریعت کو مسلمانوں میں جاری کرنا۔ قرآنِ کریم کی تعلیم کے مطابق حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے حق ادا کرنے کی کوشش کرنا اور کروانا۔ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رہنما بنا کر اس پر عمل کرنا اور جماعت کو اس کے مطابق تلقین کرنا اور عمل کروانا ہے۔

پس خلافتِ احمدیہ بھی اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافتِ راشدہ کا تسلسل ہے۔ پہلے دور کی خلافت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر ایک مدت گزرنے کے بعد ختم ہونے کی اطلاع فرمائی تھی۔ اور دوسرے دور کی خلافت کی اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر ہمیشہ جاری رہنے کی خوشخبری عطا فرمائی۔ لیکن کن لوگوں کو؟ یقیناً اُن لوگوں کو جو خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ عملِ صالح کرنے والے ہیں۔ عبادتوں میں بڑھنے والے ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو جماعت احمدیہ میں شامل ہوتے ہیں، لیکن چونکہ خلافتِ احمدیہ سے جڑے رہنے کا حق ادا کرنے والے نہیں ہوتے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی تقدیر اُنکو جماعت سے باہر کروا دیتی ہے۔ دنیاداری کی خاطر وہ جماعت احمدیہ سے یا تو ویسے علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں، یا خود ہی علیحدگی کا اعلان کر دیتے ہیں، لیکن کیا کبھی ایسے لوگوں کے چلے جانے سے جماعت احمدیہ کی ترقی میں فرق پڑا؟ کبھی روک پڑی۔ ایک کے جانے سے اللہ تعالیٰ ایک جماعت مہیا فرما دیتا ہے۔ خشک ٹہنیاں کاٹی جاتی ہیں تو ہری اور سرسبز ٹہنیاں پہلے سے زیادہ پھوٹتی ہیں۔ پس چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ خلافت کے نظام کو اب جاری رکھنا ہے، اس لئے اُس کی تراش خراش اور نگہداشت کا کام بھی خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہوا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے سب سے پیارے انسان اور نبی کی پیشگوئی کا پاس نہ کرے۔ یقیناً یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور انشاء اللہ تعالیٰ پوری ہوتی چلی جائے گی۔

سیدنا حضور انور نے جماعت احمدیہ خدا کے افضال الٰہیہ کے نزول کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم گزشتہ ایک سو پانچ سال سے اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ جماعت پر مختلف دور آئے لیکن جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ترقی کی منزل پر نہایت تیزی سے آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ایک ملک میں دشمن ظلم و بربریت سے سختیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، ظلم و بربریت کرتا ہے تو دوسرے ملک میں اللہ تعالیٰ کامیابی کے حیرت انگیز راستے کھول دیتا ہے اور یہی نہیں بلکہ جس ملک میں تنگیاں پیدا کی جاتی ہیں، وہاں بھی افرادِ جماعت کے ایمانوں کو مضبوط فرماتا چلا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین مزید کامل ہوتا ہے کہ یقیناً خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے جو جماعت کو آگے سے آگے لے جاتا چلا جا رہا ہے اور جس کو بھی خدا تعالیٰ خلیفہ بنائے گا، قطع نظر اس کے کہ اُس کی حالت کیا ہے اپنی تائیدات سے اُسے نوازتا چلا جائے گا، انشاء اللہ

حضور انور نے فرمایا کہ خلافتِ خامسہ کے قائم ہونے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی اس فعلی شہادت

(باقی صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان